احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد



علی ثانیؒ

خواجہ مستان شاہ کابلیؒ
متوفی 1291ھ

مایہ جسم و جاں علی ثانیؒ
جان جملہ جہاں علی ثانیؒ

عارف و کامل ، عالم و عامل
سید سروراں علی ثانیؒ

مرشد و رہنمائے جملہ طرق
حامی دو جہاں علی ثانیؒ

یا امیر آئے ہیں ترے در پہ
الاماں الاماں علی ثانیؒ

نام تیرا محبت دیں میں
کر لیا ورد جاں علی ثانیؒ

اک نظر کر مرید پہ اپنے
کبروی خانداں علی ثانیؒ

جس پہ ڈالیں کرم کی آپ نظر
ہے غنی اس کی جاں علی ثانیؒ

اک غریب اللہ یار مفلس ہوں
کر مجھے میہماں علی ثانیؒ

چشم مستاں ہے فرش راہ سدا
کر قدم رنجہ یاں علی ثانیؒ

احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۳ — قیمت: ۱۰ روپے — ماہ نومبر ۱۹۹۳ء

مدیر و ناشر

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر: ڈریز کمپوزر،
سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
فون نمبر 844923

سرورق کی تصویر

آستانہ عالیہ حضرت میر محمد،
جو خانقاہ نور بخشیہ خپلو کے احاطے میں
موجود ہے قدیم فن تعمیر اور چوب
کاری کا نادر نمونہ ہے۔ اس شاہکار
کو معدوم ہونے سے بچانا محکمہ آثار قدیمہ
اور اہل ثروت حضرات کی مجموعی ذمہ
داری ہے۔

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 ـ 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A ـ 358 ، سیکٹر 1 ، G.6/1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تذکر

غازی محمد نعیم

ارشاد خداوندی ہے۔

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔ تسکین و اطمینان حیات انسانی کا وہ محور ہے جس کے گرد تمام انسانی سرگرمیاں اور دلچسپیاں گھومتی ہیں خواہ ان کی نوعیت جسمانی ہو، ذہنی ہو یا روحانی ہو۔ جسمانی تسکین، تسکین کی وہ صورت ہے جس کی کم و بیش ہر ذی روح کو ضرورت ہوتی ہے۔ جسمانی تسکین کے دو بنیادی درجے ہیں۔(1) ضرورت (2) تعیش۔

روٹی، کپڑا، مکان اور جنسی آسودگی بنی نوع انسان کی بنیادی ضرورتیں ہیں جن کا ہر انسان بلا لحاظ رنگ و نسل، قومیت و مذہب اور جغرافیائی و تہذیبی عوامل حاجتمند ہوتا ہے۔ البتہ ان بنیادی ضرورتوں میں بھی درجہ بندی ہو سکتی ہے مثلاً اچھا کھانا، عمدہ لباس اور اچھا مکان ایک اونچے طبقے کے آدمی کے لئے بنیادی ضرورت اور غریب اور مفلس کے لئے تعیش کی حیثیت رکھیں گے۔ عین اسی طرح روزمرہ استعمال میں آنے والی بہت سی اشیا، ایک انسان کے لئے تو ضرورت کا درجہ رکھتی ہوں گی جب کہ دوسرے کے لئے ان کی حیثیت سامان تعیش کی ہو گی۔ ضرورت (NEED) اور تعیش (LUXURY) کی اس بحث سے قطع نظر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مناسب حد تک جسمانی تسکین، ذہنی تسکین کی خاطر ضروری ہے اور تسکین کی یہ دونوں صورتیں روحانی تسکین کے حصول میں بھی ممد ثابت ہو سکتی ہیں۔ جانور چونکہ صرف جسمانی سطح پر زندگی گزارتے ہیں اس لئے ان کو صرف بھوک، پیاس، گرمی، سردی اور خطرات سے بچاؤ کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ حضرت انسان تین مختلف سطحوں پر زندگی گزارتا ہے، جسمانی زندگی، ذہنی زندگی اور روحانی زندگی۔ انسان کی تہذیبی ترقی کے اس دور میں جب مذہب و تصوف کو فروغ حاصل تھا۔ بیشتر انسان اگرچہ جسمانی طور پر زیادہ آسودہ حال نہیں تھے لیکن روحانی تسکین سے مالا مال تھے اور ذہنی طور پر وہ غم و اندوہ اور پریشانی کی نسبت تسکین و اطمینان سے زیادہ قرین تھے۔ اس کے برعکس آج جب کہ اکیسویں صدی کی آمد آمد ہے حضرت انسان نے اپنی مادی اور جسمانی آسائشوں میں میں تو بے پناہ اضافہ کر لیا ہے لیکن ذہنی طور پر اکثر لوگ الجھن، اندوہ اور خوف سے دوچار ہیں جبکہ روحانی طور پر بلا امتیاز تمام انسان دیوالیہ ہو چکے ہیں سوائے اللہ کے چند مقرب بندوں یعنی ابرار کے جن کے بارے میں ارشاد ہوا ہے لولا الابرار لھلک الفجار یعنی نیک لوگ نہ ہوتے تو برے لوگ خود بخود ہلاک ہو جاتے۔

کیا مادی ترقی قابل مذمت ہے؟

مادی ترقی قابل مذمت نہیں ہے کیونکہ ہر مادی ترقی تسخیر کائنات کے اس فطری عمل کا نتیجہ ہے جس کی صلاحیت و اہلیت خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو تفویض کی ہے اور اسے حیات انسانی کا ایک اہم مشن قرار دیا ہے۔ چنانچہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی بھی اسی حکمت کا حصہ ہے جو مومن کی گمشدہ میراث قرار پائی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی بدولت جہاں تسخیر کائنات کا اہم ترین فریضہ سرانجام پا رہا ہے وہاں انسانی زندگی میں بیشتر سہولتیں اور آسانیاں بھی آ گئی ہیں۔

خرابی کہاں پیدا ہوتی ہے؟

خرابی وہاں پیدا ہوتی ہے جہاں انسان مادی آسائشوں سے نفع اندوز ہونے میں محض اپنے نفس کا غلام بن جاتا ہے، حرص و طمع کا اسیر ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی معین کردہ حدوں کو پھلانگتا ہے اور حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا۔ جس کے باعث اس کا ذہن اور روح دونوں بیمار پڑ جاتے ہیں اور جسمانی تسکین کے حصول کے باوجود ذہنی اور روحانی تسکین عنقا ہو جاتی ہے اور آدمی اندوہ و اضطراب کے اس عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے جو دور حاضر کا سب سے بڑا المیہ ہے۔

فراغی کا علاج:

اس روحانی اضطراب اور کرب کا جس سے دور حاضر انسان دوچار ہے واحد علاج ان اعلیٰ اقدار کو اپنانے میں ہے جن سے ہمیں مذہب اور تصوف نے روشناس کرایا ہے۔ مذہب اور تصوف انسانی جبلتوں کی نفی نہیں کرتے بلکہ انسانی جبلتوں کی تہذیب کرتے ہیں اور انہیں ایسے زریں اصولوں اور قوانین کا پابند بناتے ہیں جن کے نتیجے میں نہ صرف انسان اپنی انفرادی زندگی جسم، ذہن اور روح تینوں سطحوں پر اعتدال، توازن اور حسن و خوبی کے ساتھ گزارتا ہے بلکہ انسانی معاشرہ بھی بگاڑ اور انتشار کا شکار ہونے سے بچا رہتا ہے۔

کیا مذہب اور تصوف فی زمانہ غیر ضروری چیزیں ہیں؟

اکثر سیکولر سوچ رکھنے والے اور نام نہاد ترقی پسند جو مادی لحاظ سے ترقی یافتہ قوموں کی ظاہری چکاچوند کے باعث احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ اکثر یہ کھوکھلا نعرہ بلند کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ مذہب ایک فرسودہ چیز ہے یا مذہب چند ایک رسوم و رواج کا مجموعہ ہے جو قوموں کے مجموعی تہذیبی ورثے کا ایک حصہ ہوتے ہیں یا یہ کہ مذہب ہر فرد کا نجی معاملہ ہے جس سے جمہوی طرز فکر رکھنے والے کسی آدمی کو کوئی تعرض نہیں ہونا چاہیے لیکن ساتھ ہی اس کا پرچار اور اس کی اشاعت بھی چنداں مستحسن بات نہیں۔ اسی طرح تصوف کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو صرف علمی دلچسپی (ACADEMIC INTEREST) کی چیز ہے یا فی زمانہ انسانی زندگی میں فرد یا معاشرے کی سطح پر تصوف اور روحانیت جیسی چیزوں کے لئے کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔

مذکورہ بالا نعرے اگر کوئی جاہل آدمی بلند کرتا ہے تو یہ محض اس کی خام خیالی اور سطحی پن کا مظہر ہیں لیکن اگر کوئی پڑھا لکھا شخص ایسی باتوں کا حامی ہو تو وہ ایک خطرناک فکری مغالطے سے دوچار ہے۔

حقیقت کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ کیمونزم کی ناکامی کے بعد ان نام نہاد ترقی پسندوں کے دعوؤں بھی قلعی کھل چکی ہے جو مذہب کو محض فرسودگی اور رجعت پسندی کی علامت سمجھتے تھے اور سرمایہ دارانہ نظام کے آلہ کار کی حیثیت سے پیش کرتے تھے انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس بات کو دیکھا کہ باوجود خدا کا انکار کرنے کے، مذہب کی نفی کرنے کے اور سرمایے کی تقسیم کو انسانوں کی زندگی کا واحد نصب العین اور مقصد قرار دینے کے نہ تو اشتراکی نظام انسانوں کو جسمانی مسرتیں دے سکا اور نہ کسی قسم کے اعلیٰ اخلاقی اور روحانی اقدار سے روشناس کرا سکا جن کے باعث اکثر مادی سہولتوں کی عدم فراوانی کے باوجود بھی افراد اور معاشرے خیر اور خوبی کے ساتھ ایک امتیازی حیثیت اور ساکھ کو برقرار رکھتے ہیں۔ پس تاریخ سے ہم نے یہ سبق سیکھا کہ نہ تو سراسر مادہ پرستی اور اسباب معاش کی ترقی اور فراوانی انسان کو جسم، ذہن اور روح تینوں سطحوں پر نجات دے سکتی ہے اور نہ ترک دنیا اور رہبانیت ہی اس دور کے انسان کے شایان شان ہے جو بصورت دیگر اعلیٰ سائنسی تحقیقات کے باوصف تسخیر کائنات کے عظیم مشن کو سرانجام دینے میں تندہی سے مصروف ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ بقول سرسید مرحوم نوجوانوں کی ایسی کھیپ تیار کی جائے جن کے ایک ہاتھ میں قرآن اور ایک ہاتھ میں سائنس ہو اور سر پر کلمہ طیبہ کا تاج ہو۔

نوائے صوفیہ ایک ایسے ہی نظام حیات کا داعی ہے جو جدید سائنسی طرز فکر کو تصوف و مذہب کی اعلیٰ ترین روایات سے ہم آہنگ کرے تاکہ جہاں انسان مادی نعمتوں سے بہرہ ور ہو کر خالق حقیقی کا شکر ادا کرے وہاں وہ راست فکر اور جذباتی تہذیب کے باعث ذہنی تسکین اور اطمینان کی دولت سے بھی مالا مال ہو اور ساتھ ہی ساتھ وہ اپنی روحانی تربیت بھی ایسے انداز سے کرے کہ دور حاضر کے پیدا کردہ روحانی اضطراب، خلش اور نا آسودگی سے دامن بچاتے ہوئے روحانی ترقی کی معراج کو پا سکے

قرآن مجید (گزشتہ سے پیوستہ)

مولوی عبدالحمید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کا ترجمہ و تشریح

سورۃ الفاتحہ مکی سورۃ ہے اس کے اندر سات آیتیں ہیں اور پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ بسم اللہ میں کل انیس حروف اور پانچ الفاظ ہیں، پہلا لفظ حرف با ہے۔ دوسرا لفظ اسم بمعنی نام با کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے صاحب ہوایہ انھوں نے اس کے گیارہ معانی بیان کئے ہیں۔ یہاں تین معانی مراد لئے جا سکتے ہیں نمبر1 با بمعنی مصاحبت یعنی کسی چیز کا کسی چیز کے ساتھ متصل ہونا اس صورت میں بسم اللہ کا ترجمہ ہوگا "اللہ کے نام کے ساتھ"

2 ۔ "با" بمعنی استعانت یعنی کسی چیز سے مدد حاصل کرنا اس صورت میں ترجمہ ہوگا "اللہ کے نام کی مدد سے"

3 ۔ "با" بمعنی تبرک یعنی کسی چیز سے برکت حاصل کرنا اس صورت میں ترجمہ ہوگا "اللہ کے نام کی برکت سے" اسی لئے مختلف اردو مفسرین نے بسم اللہ کے مندرجہ ذیل ترجمے کئے ہیں۔

1 ۔ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔

2 ۔ خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان رحم والا ہے۔

3 ۔ سہارا اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا بڑا مہربان ہے۔

4 ۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

5 ۔ شروع اللہ کے نام کی برکت سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لفظ اللہ علم ذاتی ہے لہذا ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں چنانچہ صاحب تفسیر صافی حضرت علی علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اللہ اعظم اسم من اسماء اللہ عزو جل لاینبغی بہ غیرہ "اللہ رب العزت کے ناموں میں سے سب سے بڑا نام ہے جو اس ذات کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں۔" صاحب تفسیر فصل الخطاب تفسیر خازن کے حوالے سے لکھتے ہیں اللہ ھو اسم علم خاص للہ تعالیٰ تفرد بہ الباری سبحانہ و تعالیٰ لفظ اللہ اسم علم ہے جو اللہ کے لئے خاص ہے اور اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے، لفظ اللہ کے مشتق ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے بعض اہل لغت اسے مشتق مانتے ہیں مگر خلیل نحوی امام فخرالدین رازی، امام شافعی اور بعض دیگر علماء کا قول ہے کہ جس طرح اللہ کی ذات کسی سے مشتق نہیں وہ لم یلد ولم یولد کی صفات کا مالک ہے اسی طرح لفظ اللہ بھی کسی اور لفظ سے نہیں بنا جس طرح اللہ کی ذات میں توحید ہے اسی طرح لفظ اللہ بھی توحید خالص پر دلالت کرتا ہے۔

بعض علماء محققین لفظ اللہ کو مندرج ذیل متعدد الفاظ سے مشتق مانتے ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ یہ الہ یالہ (باب فتح یفتح) سے مشتق ہے جس کا معنی عبادت کرنا ہے اس طرح الہ کا معنی معبود قرار پایا زمانہ قدیم میں سورج کی پرستش کرنے والوں نے سورج کا نام الاہ رکھا ہوا تھا کیونکہ وہ سورج کو معبود تصور کرتے تھے۔ امام فخرالدین رازی فرماتے ہیں کہ صرف معبود کو الہ کہنا درست نہیں بلکہ الہ کی دلالت ایسی ذات یا ہستی پر ہوتی ہے جو خود معبود ہونے کی اہل اور مستحق ہو۔ قرآن مجید نے بھی الہ اکثر معبود کے معنوں میں استعمال کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے قال یاقوم اعبدو االلہ مالکم من الہ غیرہ (الاعراف: ۵۶) اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے تھے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

اس مادہ اشتقاق کی بنا پر لفظ اللہ کا معنی یہ ہوا کہ وہ اکیلی ذات مستحق عبادت ہے جو اپنے وجود و کمال میں اس قدر جامع اور

اکمل و اتم ہے کہ وہ کائنات کے ہر ذرے کے لئے لائق پرستش ہے جو خود واجب الوجود ہے باقی سب ممکن الوجود جو خود خالق ہے باقی سب مخلوق جو خود مالک ہے باقی سب مملوک جو خود باقی ہے باقی سب فانی جو خود قدیم ہے باقی سب حادث جو خود غنی ہے باقی سب محتاج چونکہ کائنات کی ہر چیز اپنے ہونے باقی رہنے اور کمال حاصل کرنے میں اس کی محتاج ہے۔ اس لئے اس کے سوا کوئی پرستش اور عبادت کے لائق نہیں کیونکہ جو خود محتاج ہو وہ معبود نہیں ہو سکتا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ لفظ الٰہ لٰہ یالہ (باب سمع یسمع) سے ماخوذ ہے جس کا معنی تحیر و درماندگی ہے کیونکہ انسان ذات باری کے بارے میں جس قدر بھی غور کرے گا اس کی حیرت و استعجاب میں اضافہ ہوتا جائے گا یہاں تک کہ اس پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ معرفت الٰہی کی ابتدا بھی عجز و حیرت ہے اور انتہا بھی عجز و حیرت ہے۔ بقول شاعر

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

اور

اے بروں از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من

انسان اللہ کی حقیقت ابدی کو اپنی عقل اور وہم کے دامن میں سمو نہیں سکتا اس لئے انسان کامل نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان یوں گویا ہے۔
سبحانک ماعرفناک حق معرفتک:
پاک ہے تیری ذات ہم ویسی تیری معرفت حاصل نہ کر سکے جیسی معرفت حاصل کرنے کا حق ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ لفظ اللہ الہ سے مشتق ہے جس کا معنی سکون پانا ہے مثلاً کہا جاتا ہے **الهت الی فلان**۔ میں نے فلاں سے سکون پایا۔ ذات باری تعالیٰ کو اللہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نام سے بے قرار دلوں کو قرار ملتا ہے اور بے سکون دلوں کو تسکین ملتی ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (الرعد:۲۸)**
خبردار! دلوں کو اللہ کی یاد سے ہی سکون نصیب ہوتا ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ یہ لاہ سے مشتق ہے جس کا معنی بلند ہونا ہے لہٰذا اللہ کا معنی ہے وہ ذات جو عجز و کمزوری سے بلند ہو ہر نقص اور عیب سے پاک ہو اور کفر و شرک سے بلند ہو قرآن کا ارشاد ہے: **سبحانہ و تعالی عما یصفون (الانعام: ۱۰۱)** (وہ ذات ہے جو ہر آنکھ سے پنہاں ہے **لایدرکہ الابصار** (آنکھیں اسے نہیں پا سکتیں) مگر اس کی صفات عیاں ہیں **هو الاول و الاخر و الظاهر و الباطن و هو بکل شئی علیم (الحدید:۳)**
وہی اول ہے وہی آخر وہی ظاہر ہے اور وہی باطن (پوشیدہ) اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

چھٹا قول یہ ہے کہ لفظ اللہ آلہ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے عطا کرنا اور اجرت دینا۔ لہٰذا لفظ اللہ اس معنی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایسی ذات ہے جو سب کو عطا کرتی ہے اور ہر بندے کو اس کے عمل کی اجرت دیتی ہے اور خود کسی سے اجرت نہیں لیتی قرآن کا ارشاد ہے **وھو یجیر و لایجار علیہ**
وہ اجرت عطا کرتا ہے اور خود کسی نعمت پر اجرت نہیں لیتا۔

لفظ اللہ کی معنوی دلالت:

لفظ اللہ سے کوئی حرف حذف بھی کر دیں تب بھی بقیہ حروف ذات باری کی نشاندہی کے لئے اپنے معنی برقرار رکھتے ہیں مثلاً لفظ اللہ کا پہلا حرف (الف) حذف کر لیں تو للہ باقی رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے (اللہ کے لئے) اگر دوسرا حرف (لام) حذف کر کے الف کو بحال کر دیں تو الہ بن جائے گا جس کا معنی ہے معبود اگر پہلے دونوں صرف (الف و لام) حذف کر لیں تو لہ باقی رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے اس کے لئے **لہ ما فی السموت و الارض**۔ اس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اگر

(لام) بھی حذف کر دیں تو "و" باقی رہ جاتا ہے اور ھو کے معنی میں بطور ضمیر استعمال ہوا ہے۔

لہ الملک ولہ الحمد و ھو علی کل شی قدیر - اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس لئے صوفیا کرام (ھو) کا ذکر بھی کرتے اور کرواتے ہیں۔ گویا لفظ اللہ کا ہر جزو ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے اور کوئی جزو بھی معنی سے خالی نہیں۔ لہذا کوئی لفظ (نام) بھی اپنے مسمی پر اس سے بڑھ کر کامل دلالت نہیں کر سکتا۔

الرحمان الرحیم ، بسم اللہ میں چوتھا لفظ رحمان ہے یہ فعلان کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت زیادہ مہربان جیسے عطشان بہت زیادہ پیاسا۔ رحمان بمنزلہ اسم ذات کے ہے اس لئے اللہ کے سوا کسی اور کے لئے رحمان کہنا شرعاً جائز نہیں اس لئے لفظ اللہ کی طرح رحمان کی بھی تثنیہ اور جمع نہیں آتا کیونکہ یہ صفت ایک ہی ذات کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے اور تیسرے کی شمولیت کا احتمال ہی نہیں ہے، صفت رحمانیت اللہ کی عمومی رحمت کو ظاہر کرتی ہے اور اس رحمت سے مومن و کافر مشرک و منافق دوست دشمن سب فیض یاب ہوتے ہیں، اس رحمت کا تعلق دنیا سے ہے اسی لئے دعائیہ کلمات میں آتا ہے یا رحمان الدنیا و یا رحیم الاخرۃ دنیا میں کافروں، مشرکوں، نافرمانوں کے لئے بھی دولت و صحت آرام و راحت کا ملنا صفت رحمانیت کا تقاضا ہے۔

جبکہ الرحیم یہ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اور رحم یا رحمۃ سے مشتق ہے اور اس رحمت کا تعلق اللہ کے خاص بندوں کے ساتھ ہے اور اس کا تعلق آخرت سے ہے۔ کیونکہ آخرت میں اللہ کی رحمت صرف اپنے نیک، صالح اور فرمانبردار بندوں کے ساتھ مخصوص ہو گی۔ اس روز کافروں مشرکوں اور نافرمانوں کے لئے اللہ کی رحمت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہو گا۔ الرحیم یہ بندوں کی صفت بھی ہو سکتی ہے۔ نبی اکرم سرور کون و مکان کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے۔

وکان بالمومنین رحیما۔ نبی اکرم مومنون کے ساتھ بہت رحیم ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا حریص علیکم بالمومنین روف رحیم نبی اکرم تمہارے لئے بہت حریص اور مومنوں کے ساتھ روف اور رحیم ہیں۔

الفاظ کی ترتیب

مقام توصیف میں قاعدہ یہی ہے کہ اس لئے الفاظ کی ترتیب میں لفظ اللہ کو پہلے لایا جو ذات پر دلالت کرتا ہے پھر رحمان کو لایا گیا جو صرف خاص بمنزلہ نام کے ہے نیز اس صفت کا ظہور دنیا میں تھا لہذا جس صفت کا ظہور پہلے تھا اسے مقدم رکھا پھر رحیم کو لایا جس میں صرف توصیف ہے۔ اور اس صفت کا تعلق آخرت سے تھا لہذا ظہور کا اعتبار کرتے ہوئے ذکر بعد میں کیا۔

خاص نکتہ:

یوں تو اللہ کی ذات تمام صفات کی جامع ہے جس میں رحمان و رحیم بھی ہیں قہار و جبار بھی ہیں۔ عزیز و قدیر بھی ہیں مگر قرآن اللہ کی جن صفات کا سب سے پہلے ذکر کرتا ہے وہ رحمان و رحیم ہے اس لئے کہ بندے کا اللہ کے ساتھ جو تعلق ہے اس کا دارومدار رعب و دبدبہ اور شان و شوکت پر نہیں بلکہ رحمت و محبت پر ہے کیونکہ یہی وہ نسخہ ہے جو خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرتا ہے جبکہ رعب و دبدبہ اور بے جا شان و شوکت سے انسان کے اندر پوشیدہ صلاحیتیں دم توڑ دیتی ہیں۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے اپنی رحمت و شفقت اور انعامات کا ذکر قہر و عذاب کے مقابلے میں بہت فرمایا ہے۔ حدیث قدسی ہے غلب رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب پر غالب ہو گئی ہے بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ اللہ کا غضب اور عذاب بھی رحمت سے خالی نہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم اس کی رحمت کے اہل بن جائیں اس کی رحمت پکار پکار کر ہمیں جنت کی طرف بلا رہی ہے مگر اس مادیت پرستی کے نشے میں ہمیں وہ سریلی آواز سنائی نہیں دیتی اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب

باقی صفحہ ۱۸ پر

مجموعہ شریعت محمدیہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

ابو العرفان محمد بشیر

و اما المسح علی الرجلین فی الخفین فیکفی ولا حاجۃ الی غسلھما ...... ینوب مناب الموالات۔

ترجمہ: موزوں کے اندر ہی پیروں کا مسح کر لینا کافی ہوا کرتا ہے اور اس صورت میں پیروں کو دھونے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہو گا کہ موزہ اس قدر کشادہ ہو کہ آپ اپنے ہاتھوں کو موزوں کے اندر داخل کر سکتے ہوں اگر موزہ اتنا کشادہ نہ ہو تو پھر موزوں ہی پر مسح کر لینا جائز ہوا کرتا ہے۔ نیز ہر اس پاپوش پر مسح کرنا جائز ہے جس کو پیروں سے اتار لینے میں بڑی دقت پیش آتی ہو مثلاً جراب جبکہ وہ چمڑے کی بنی ہو اور جرموق وغیرہ یہ عمل کسی بڑی ضرورت کی بنا پر ہو گا۔ مثلاً قید اور ساتھیوں سے بچھڑ جانے کا خوف وغیرہ یہ اس لئے کہ ضرورتیں ممنوع چیزوں کو مباح بنا دیتی ہیں اگر آپ موزوں وغیرہ پر مسح کر چکے ہوں تو یہ کام اگر آپ سے ہو سکے تو سفر کی حالت میں تین دن اور تین راتوں سے تجاوز نہ کر پائے اور اپنے گھر میں ایک دن اور ایک رات سے تجاوز نہ کر جائے۔ اگر آپ ایسا نہ کر سکتے ہوں تو یہ کام زمانے کی کسی بھی مقدار پر منحصر نہیں ہے۔

جب کبھی آپ باوضو ہونے کی حالت میں موزوں کو اتار لیں اور کسی قسم کی تاخیر کے بغیر پیروں کا مسح کریں یا پیروں کو دھو ڈالیں تو ایسا کرنا آپ کو از سر نو وضو کرنے سے بے پروا بنا دیتا ہے کیونکہ اس کام میں تاخیر نہ کرنا موالات کی جگہ لیتا ہے۔

وضاحت

مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی مندرجہ بالا عبارتوں میں نماز گزاروں کو شرعاً فراہم کی گئی ایک بڑی سہولت کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ سہولت وضو کرنے کے دوران میسر آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رب العلمین نے اپنے عبادت گزار بندوں کے لئے عبادت گزاری نہایت آسان بنا رکھی ہے۔ اس کا اعلان رب العلمین نے اپنے کلام پاک میں یوں فرمایا ہے۔

(یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر) اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تم کو مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔

چنانچہ شریعت محمدیہ میں وضو کرنے والوں کو پیروں کا قائم مقام قرار دے کر موزوں پر مسح کرنے کی سہولت واضح طور پر مذکور ہے۔ انسان پیروں میں بوٹ، چپل اور دیگر اقسام پاپوش پہنتے وقت ایک حد تک انڈرویئر کے طور پر موزہ، جراب اور جرموق وغیرہ بھی چڑھا لیتے ہیں۔ اس قسم کے انڈرویئر کی دو صورتیں یہاں بیان کی گئی ہیں اور ہر صورت کا الگ الگ حکم ہے۔

اگر موزے وغیرہ کشادہ ہوں اور وضو کرنے والا آسانی سے اپنے ہاتھوں کو موزوں کے اندر داخل کر سکتا ہو تو اس وقت موزوں کے اندر خود اصل پیروں کا مسح کرنا ہوتا ہے۔ حالت تخفف کی وجہ سے دھونے کی کوئی صورت یہاں پر متحقق نہیں ہو سکتی۔

1 - اگر موزہ وغیرہ تنگ ہوں اور وضو کرنے والا آسانی سے بلکہ وقت کے ساتھ ہاتھوں کو موزوں کے اندر داخل نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں موزہ پیر کا قائم مقام ٹھہرے گا چنانچہ خود موزے پر مسح کرنا درست ہو گا۔ اسی طرح شریعت محمدیہ نے اس مقام پر ایک ضابطہ کلیہ یہ بیان کیا ہے کہ ہر اس انڈرویر پر مسح کرنا جائز ہو گا جس کو پیروں سے اتارنے میں دقت پیش آتی ہو اگر اسے اتارنے لگ جائیں تو وقفہ اتنا لمبا ہو جائے کہ موالات بری طرح متاثر ہوتی ہو تو ہر ایسے انڈرویر پر مسح کرنا درست ہو گا۔ جرموق اور چمڑے کی جراب پر مسح کرنا موزوں کی طرح درست ہے جیسا کہ مذکورہ عبارت میں وضاحت موجود ہے۔ شریعت محمدیہ میں موزوں پر مسح کر چکنے کے بعد بعض حالات میں اس کی برقراری کی میعاد مقرر کی گئی ہے۔ چنانچہ موزوں پر مسح کرنے والا کوئی مسافر ہو اور وہ حالت سفر میں ہو اور اسے سہولت بھی میسر ہو تو تین دن اور تین رات تک وہ موزوں پر مسح کرتا رہے گا۔ اگر موزوں پر مسح کرنے والا اپنے گھر پر ہی ہو تو وہ ایک دن اور ایک رات کے لئے مسح کرے گا۔ دونوں صورتوں میں دونوں میعاد گزر جائے تو وہ موزوں کو اتارے گا۔ موزے اتارے جانے کے دوران آدمی کا وضو برقرار ہو تو اس کو چاہئے کہ فوراً پیروں کا مسح کرے۔ اگر اس کے پیر نہایت بدبودار ہو چکے ہوں اور اس کی بدبو سے وہ خود بھی نالاں ہو اور قریب والا آدمی بھی نالاں ہو تو اس صورت میں وہ

پیروں کو مسح کی بجائے دھوئے گا۔ بہرحال مسح کرے یا دھونا پڑے دونوں صورتوں میں کسی قسم کی تاخیر سے کام نہیں لینا چاہئے تاکہ موالات متاثر نہ ہو۔ اگر موزوں کو اتارنے کے بعد آدمی وقفہ کرے اور وقفہ بھی اتنا لمبا ہو جو موالات کے سراسر منافی ہو تو اس کے ذمہ استنجا کر کے پورے وضو کی بجاآوری واجب ہو گی۔ موزوں کو اتارنے کے بعد والے مذکورہ حکم سے وضو کے واجب نمبر5 کی مزید تائید بھی ہوتی ہے اگر موزوں پر مسح کرنے والے کو سہولت میسر نہ ہو تو اس کے لئے مذکورہ دونوں حالتوں میں کوئی میعاد شرعاً مقرر نہیں۔

سر کے بالوں کا مسئلہ

جس طرح سے جس انڈرویر کو پیروں سے آسانی سے اتارا نہ جاسکتا ہو تو شرعاً اسے پیر کا نائب قرار دیا گیا ہے اور وہ کچھ عرصے کے لئے پیر کا حصہ قرار پاتا ہے اس بنا پر خود پیر کا حکم پیر کے نائب اور حصے پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اسی طرح سے سر کا مسح کرنا واجب ہے۔ اگر سر پر بال ہوں تو یہاں پر سر کے بالوں کے حقیقتاً حصے ہیں۔ لہذا سر کے بالوں کا مسح کرنا درست ہے۔ اس کے لئے مانگ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ بالوں کے لئے بھی راس استعمال ہوتا ہے مثلاً حلق الراس یعنی سر کا مونڈ ڈالنا۔

قرآن پاک میں ولاتحلقوا رء وسکم اور محلقین رء وسکم موجود ہیں۔ لہذا بالوں والے نماز گزاروں کو وضو کرتے وقت مانگ نکال کر سر کے چمڑے پر مسح کرنے کی زحمت اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

خط وکتابت کے لئے پتہ

جی۔ ایچ۔ معروفی۔ فلیٹ نمبر 7 بلاک 14
کیٹیگری III آئی ایٹ 1۔ اسلام آباد

بقیہ تذکرہ ذکر

اور یوں اپنے اصل مقصد تخلیق اور خالق حقیقی کی پہچان کے وسیلے سے دونوں دنیاؤں میں کامیاب اور سرفرو ہو سکے۔ خالق حقیقی کی معرفت اس کی تعریف اور اس کا ذکر انسان کی قلبی تسکین کا حقیقی سرچشمہ ہیں۔

نوائے صوفیہ اور اس میں لکھنے والے اہل علم حضرات اگر اسی ذکر اور فکر کی اہمیت کو اہل دنیا کے آگے پیش کر سکیں اور چند افراد معاشرہ کو تسکین ذہن و روح کی اس منزل سے آشنا کر سکیں جس تک رسائی اس پاکیزہ ذکر اور راست فکر کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے تو یہ عالم انسانیت کی ایک مفید خدمت قرار پائے گی۔

بقیہ القرآن

کو اپنی جوار رحمت میں پناہ عطا فرمائے۔

حوالہ جات کے لئے مندرجہ ذیل تفاسیر کی طرف رجوع کریں۔

	نام تفاسیر	نام مفسرین
1	تفسیر ابن کثیر (عربی)	علامہ ابن کثیر
2	تفسیر فتح القدیر (عربی)	محمد بن علی بن محمد الشوکانی
3	تفسیر المیزان (عربی)	السید محمد حسین الطباطبائی
4	صفوۃ التفاسیر (عربی)	محمد علی الصابونی
5	تفسیر حسینی	
6	تفسیر فصل الخطاب (اردو)	سید علی نقی النقوی
7	تفسیر ضیاء القرآن (اردو)	پیر کرم شاہ جسٹس وفاقی شرعی عدالت
8	تفسیر منہاج القرآن (اردو)	علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
9	تفسیر معارف القرآن (اردو)	مولانا مفتی محمد شفیع

****



تعارف و تبصرۂ کتب

غلام حسن نور بخشی

خلاصۃ المناقب اور اس کا ترجمہ:

خلاصۃ المناقب کی اہمیت:

خلاصۃ المناقب نور الدین جعفر بدخشی استاق بازاری کی تالیف ہے جو کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ کے نامور مرید تھے اور تاجکستان کے صوبہ بدخشاں سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کے حالات زندگی اور تعلیمات پر اب تک سولہ کتابیں اردو، فارسی اور انگریزی میں لکھی گئی ہیں ان میں سے صرف مندرجہ ذیل دو کتابیں ایسی ہیں جو تاحال شائع نہیں ہوئیں۔

1 - حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحفۃ الامیر

2 - حیدر بدخشی کی رسالہ منقبۃ الجواہر

شاہ ہمدان کے حالات زندگی اور تعلیمات پر لکھی گئی کتابوں میں سے سب سے زیادہ مستند اور قدیم خلاصۃ المناقب ہے بلکہ آپ کی حیات پر لکھی گئی باقی پندرہ کتابوں کا اصل ماخذ یہی کتاب ہے۔ اس کتاب کے اقتباسات ان گنت کتابوں میں آئے ہیں۔ اسی سے اس کی اہمیت وافادیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

نسخہ بلتستان کی حقیقت:

کتاب کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر راقم نے مرحوم پیر نور بخشیہ جناب سید عون علی الموسوی سے اس کا قلمی نسخہ حاصل کیا اور اس کی فوٹو کاپی بنائی۔ مطالعہ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ نسخہ مکمل نہیں ہے۔ راقم نے مرحوم سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے بتایا تھا کہ ایک سرکاری آفیسر نے مجھ سے لیا ہے۔ شاید اسی نے اس میں سے اوراق نکال لئے ہوں گے۔ فوٹو کاپی بنوانے کے بعد جب اس کے درمیانی اوراق کی عدم موجودگی کا انکشاف ہوا تو راقم جناب مولانا شکور علی انور کو روی حال خطیب مسجد نور بخشیہ گلگت کی معیت میں پنجاب یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری گیا۔ جہاں مختلف عالمی شہرت کی لائبریریوں میں موجود نسخوں کی فوٹو پرنٹ (Photo print) موجود ہیں۔ جب مرحوم کے نسخے اور ان کا موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ صرف ایک جگہ سے چودہ صفحات نکال لئے گئے تھے جنہیں ہم دونوں نے دو دنوں کی محنت کے بعد نقل کیا۔ یہ تھی نسخہ بلتستان کی حقیقت۔

نسخہ خلاصۃ المناقب کا ترجمہ واشاعت:

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ یہ کتاب ہمدانیات کے موضوع پر سب سے پہلی کامل ترین کتاب ہے۔ اور اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں، رسالوں اور مضامین کا بھی اولین ماخذ ہے۔ اس کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر راقم نے اس کا ترجمہ کرنے کے لئے جناب سید اشرف ظفر کو خط لکھا۔ نیز 1987ء میں شاہ ہمدان کانفرنس مظفر آباد کے موقع پر ان سے زبانی بھی عرض کیا غرض میری تحریک اور غلام حسین نورانی کی تائید سے اس کا ترجمہ مکمل ہوا اور گذشتہ سال ندوہ اسلامیہ نور بخشیہ کی طرف سے کتاب کا ترجمہ زبدۃ المناقب کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور ہمدانیات سے دلچسپی رکھنے والے اس کا بڑی گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کر رہے ہیں اور اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں۔ یہ تھی اس اہم کتاب کی اشاعت و ترجمے کی سرگزشت۔

صوفیہ نور بخشیہ کے لئے کتاب کی حیثیت:

یہ کتاب بہت ہی مفید ہے اور اس میں نہایت کارآمد اور اچھی اچھی باتیں درج ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ یہ کسی نور بخشی بزرگ (شیخ طریقت) کی کتاب نہیں ہے۔ اس کی حیثیت صرف اور صرف تاریخ اور نظریات کی ہے اور اس کی اہمیت شاہ ہمدان کے سوانحی خاکے کی مناسبت سے ہے۔

یہاں میں اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ وابستگان سلسلہ نور بخشیہ صرف اور صرف قرآن کے بارے میں جوابدہ ہیں قرآن کے سوا کسی اور کتاب کے بارے میں نہ مسئول ہیں نہ جوابدہ۔ یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں کتابوں کی موجودگی کے باوجود القرآن کتابی یا کتاب قرآن یا وبالقرآن کتابا کاورد کرنے کے پابند ہیں باقی کتابیں خواہ وہ حدیث ہوں، یا فقہ، اصول ہوں، یا فروع، تاریخ ہوں یا جغرافیہ، ان کے بارے میں ہم جوابدہ نہیں ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ عمل کے لحاظ سے ہمارے لئے تحت درج ذیل ترتیب سے ہوگی۔

1 - بزرگوں (شیوخ طریقت) کی اپنی کتابیں، رسالے یا تحریریں۔
2 - بزرگوں (شیوخ طریقت) کے ملفوظات یا امالی۔
3 - بزرگوں (مشائخ طریقت) کے خلفاء کی تحریریں۔
4 - بزرگوں (مشائخ طریقت) کے مریدوں کی تحریریں۔

اول الذکر کو باقی تینوں پر ترجیح ہوگی۔ ثانی الذکر کو دو پر ترجیح ہوگی۔ شکل 3 اور 4 کے بارے میں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ان کی تحریریں اپنے شیخ کی زندگی میں تالیف ہوئی ہیں۔ یا وفات کے بعد اول الذکر کو ثانی الذکر پر ترجیح ہوگی۔

خلاصۃ المناقب نورالدین بدخشی کی تالیف ہے جو شاہ ہمدان کا خلیفہ نہیں بلکہ مرید ہے اور یہ شاہ ہمدان کی وفات کے ایک سال بعد 787 ھ میں لکھی گئی ہے۔ اس لئے نہ تو اس کے مندرجات ہمارے لئے تحت ہیں۔ نہ اس کتاب سے سلسلہ نور بخشیہ کے اعمال وظائف اور معتقدات کا استدلال کیا جا سکتا ہے۔

بہر حال اس کتاب کی وہی حیثیت ہے جو شاہ ہمدان کی زندگی اور تعلیمات پر لکھی گئی باقی 15 کتابوں کی ہے۔ تاہم قدیم ترین اور کامل ترین ہونے کی بنا پر اسے دوسری کتابوں پر فوقیت اور ترجیح ضرور حاصل ہے۔

خلاصۃ المناقب کے ترجمے کی حیثیت:

کتاب کا ترجمہ ڈاکٹر سیدہ اشرف عباس بخاری نے کیا ہے جو شاہ ہمدان پر پی ایچ ڈی کر چکی ہیں پاکستان میں شاہ ہمدان اور ان کی تعلیمات کو سب سے پہلے علامہ اقبال نے موضوع سخن بنایا۔ ان کے بعد ڈاکٹر صاحبہ نے عام کیا ہے۔ موجودہ دور میں شاہ ہمدان کے اسم گرامی اور ان کی تعلیمات پر جس قدر کام ہوا ہے۔ اس کی خشت بنیاد ڈاکٹر صاحبہ نے رکھی ہے۔ شاہ ہمدان کے بارے میں ہونے والے عالمی تعارف کا کریڈٹ ڈاکٹر صاحبہ کو جاتا ہے۔ میرے خیال میں ہمدانیات جو اب علم کی ایک الگ شاخ بن چکی ہے۔ اس کی بنا، ڈاکٹر صاحبہ نے ڈالی ہے۔

ڈاکٹر صاحبہ نے خلاصۃ المناقب پر خوب تحقیق کی ہے۔ ان کا تحقیقی معیار عالمی شہرت یافتہ پاکستانی دانشور مولوی محمد شفیع مرحوم کا مقرر کردہ ہے۔ جو پوری دنیا میں رائج ہے اس تحقیقی مسودے کا ڈاکٹر صاحبہ نے خود ترجمہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے جو اضافے کئے ہیں۔ وہ مختلف ذیلی عنوانات اور شخصیات کے سال وفات ہیں۔ جن میں سے بیشتر کو دیانت کے تقاضے کے تحت قوسین میں رکھا گیا ہے۔ بعض کتابت اور پروف غلطیاں رہ گئی ہیں۔ جن سے کوئی مفر نہیں ہوتا۔ البتہ دو صفحات کے حاشیے لکیر نہ کھنچے کی وجہ سے متن کا حصہ بن گئے ہیں۔ جنہیں محض ایک لکیر لگا کر الگ کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کی فنی غلطیوں کو سہو قلم سمجھنا چاہیے۔

جہاں تک راقم کی معلومات کا تعلق ہے۔ ترجمے میں وہ تمام اوراق آ گئے ہیں جو مرحوم سید عون علی الموسوی کے نسخے سے نکال دیئے گئے تھے یہ اوراق دنیا میں موجود دوسرے نسخوں میں موجود ہیں۔ اس طرح یہ ایک مستند نسخہ ہے اس سے زیادہ کامل نسخہ فراہم نہیں ہو سکتا۔

کیا خلاصۃ المناقب میں کوئی سقم موجود ہے؟

اس کتاب کی اشاعت پر ہمدانیات سے دلچسپی رکھنے والے ندوہ اسلامیہ نور بخشیہ کے بے حد شکر گزار ہیں۔ نور بخشی حضرات

میں سے بھی پڑھے لکھے اور بزرگوں کی تعلیمات کو ترجیح دینے والوں کی ایک بڑی تعداد خوش ہے۔ لیکن چند لوگ محض چند بے بنیاد باتوں کی بنا پر ناخوش نظر آتے ہیں۔ حال ہی میں ایک گمنام ہینڈ آؤٹ ملی ہے۔ جس میں اس کتاب پر اعتراض کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے کتاب کے مترجمہ سیدہ اشرف ظفر پر الزام لگایا ہے کہ انہوں نے ترجمے میں رد و بدل کیا ہے۔ پھر دو عبارات ایسی نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اصل نسخہ (جو سید عونعلی الموسوی کے پاس ہے) کے علی الرغم ترجمے میں ترمیم و تبدیلی ہوئی ہے۔

جہاں تک سیدہ اشرف ظفر پر الزام کا تعلق ہے۔ وہ بالکل من گھڑت اور ان کی ذات پر بہتان ہے۔ انہوں نے ایک محقق کی حیثیت

سے اصل کو جوں کا توں رہنے دیا ہے۔ اور کوئی ہیرا پھیری نہیں کی ہے۔ باقی جن دو مقامات پر گڑبڑ کی نشاندہی کی گئی ہے وہ بھی بے بنیاد ہے۔ مرحوم سید عونعلی کے پاس موجود نسخے میں وہی عبارات من و عن موجود ہیں۔ جو موجودہ ترجمے میں شامل ہیں۔

گمنام نامہ نگار کی مذکورہ تنقید اس کے ذوقِ مطالعہ کی کمی اور نوربخشی کتب و رسائل تک رسائی کے فقدان کا نتیجہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خلاصۃ المناقب ایک بہترین کتاب ہے شاہ ہمدان کی زندگی پر مستند اور قدیم ترین ماخذ ہے ترجمے میں دیدہ و دانستہ کوئی غلطی نہیں ہے۔ البتہ کمپیوٹر کتابت میں چند ایک غلطیاں موجود ہیں۔ جو ایک معمول کی بات ہے۔ ہمارے لئے اس کتاب کی وہی حیثیت ہے جو شاہ ہمدان کی سوانح حیات پر تصنیف شدہ کتابوں کی ہے۔ البتہ اس کی مندرجات سلسلہ نوربخشیہ کے لئے حجت کا درجہ نہیں رکھتیں۔

حضرت جبرئیل امین کی مشقت

محمد عبداللہ گلشن کبیری

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا "اے جبرئیل کبھی تجھے آسمان سے مشقت کے ساتھ بڑی جلدی بھی زمین پر اترنا پڑا ہے۔" جبرئیل نے جواب دیا "ہاں یا رسول اللہ! چار مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مجھے فی الفور بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر اترنا پڑا" حضورؐ نے فرمایا "کس کس موقع پر" جبرئیل نے عرض کیا پہلی دفعہ تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو میں اس وقت عرش الٰہی کے نیچے تھا مجھے حکم الٰہی ہوا کہ جبرئیل! خلیل کے آگ میں پہنچنے سے پہلے فوراً میرے خلیل کے پاس پہنچ چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ حضرت خلیل کے پاس پہنچا۔ دوسری بار جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن اطہر پر چھری رکھ دی گئی تو مجھے حکم ہوا کہ چھری چلنے سے پہلے ہی فوراً میں زمین پر پہنچوں اور چھری کو الٹا دوں چنانچہ میں چھری کے چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچ گیا اور چھری کو چلنے نہ دیا۔ تیسری مرتبہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنوئیں میں گرایا تو مجھے حکم ہوا کہ میں یوسف علیہ السلام کے کنوئیں کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے پہلے زمین پر پہنچوں اور کنوئیں سے ایک پتھر نکال کر حضرت یوسفؑ کو اس پر آرام سے بٹھا دوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور چوتھی مرتبہ یا رسولؐ جب کافروں نے حضورؐ کا دندان مبارک شہید کیا تو مجھے حکم ہوا کہ میں فوراً زمین پر پہنچوں اور حضورؐ کے دندان مبارک کا خون مبارک زمین پر گرنے سے پہلے ہاتھوں میں لے لوں یا رسول اللہ! اللہ نے مجھ سے فرمایا تھا جبرئیل! اگر میرے محبوب کا یہ خون زمین پر گر گیا تو قیامت تک زمین سے نہ کوئی سبزی اگے گی اور نہ کوئی درخت۔ چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر پہنچا اور حضورؐ کے خون مبارک کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا" غرض انبیاء کرام علیہ السلام کی بہت بڑی بلند شان ہے کہ جبرئیل امین بھی ان کے غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو انبیاء علیہم السلام کا دامن پکڑ کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تزکیہ نفس

رستم علی انجم
سلنگ شیلو

تصوف کیا ہے:

تصوف صرف چار حرفی لفظ ہی نہیں بلکہ یہ لفظ اپنے اندر گوناں گوں رعنائیاں سمیٹے ہوئے ہے۔ تصوف صرف خدا پرستی ہی نہیں بلکہ خداشناسی، معرفت حق، تزکیہ نفس، تصفیہ قلب تجلیہ روح اور اعلیٰ اخلاق کا نام ہے۔ جس کے تمام عوامل اور منازل نہ صرف جسم انسانی کی خوشگوار نشوونما بلکہ روحانی عروج وترقی کے لئے ایک انمول نسخہ ہیں۔ تصوف روحانی تعمیر وترقی، کردار کی پاکیزگی کشف وشہود کے حالات کا مشاہدہ مختلف انوار وتجلیات کی تمیز، اور اطوار قلبیہ سے روشناس ہونے کا نام ہے۔ یعنی تصوف سراسر حال ہے۔ دیگر لفظوں میں تصوف شریعت و طریقت، حقیقت اور معرفت کی جولان گاہوں کا بتدریج طے کرنا ہے۔

صوفی اور مختلف منازل

تصوف کے اعمال و وظائف اور جملہ قواعد وضوابط بجالانے والا صوفی کہلاتا ہے۔ صوفی یا سالک راہ خدا مختلف عبادت و ریاضت بجالانے گوناگوں روحانی مدارج طے کرنے اور سری منازل سے گزرنے کے بعد اس صفتی لقب کا اہل قرار پاتا ہے۔ لہٰذا ایک صوفی مندرجہ ذیل مدارج سے گزرنے کا پابند ہوتا ہے۔

شریعت:

حقیقت میں شریعت ہی اہل تصوف کا مکمل دستور العمل اور ضابطہ حیات ہوا کرتی ہے۔ جس کی مکمل پاسداری کئے بغیر وہ حقیقت کے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ جس کی مکمل پاسداری کئے بغیر وہ طریقت کے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ تصوف شریعت کی روح، اخلاق کی جان اور ایمان کا کمال ہے۔ جس کا سرچشمہ قرآن، سنت، آئمہ اور اولیاء کی تعلیمات ہیں۔ بلاشبہ صوفی کے اعمال قرآن وحدیث کا عملی نمونہ ہوتے ہیں۔ صوفیا شب وروز تزکیہ نفس میں لگے رہتے ہیں۔

تزکیہ نفس کیا ہے؟

تزکیہ نفس سے مراد نفس کو صفات ذمیمہ سے پاک کرنا، ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے نفس کو زیر کرنا، نفس کو افکار باطلہ خیالات فاسدہ سے پاک کر کے قلب ونظر کو پاکیزہ وشفاف بنانا ہے۔

کلام مجید میں رب العزت نفس کی تین اقسام بیان فرماتا ہے۔

(1) امارہ (2) لوامہ (3) مطمئنہ

نفس امارہ:

نفس امارہ انسان کو شہوات، خواہشات اور برائی کی طرف راغب کرتا ہے۔ یہ برائیوں کی جڑ اور منبع اخلاق رذیلہ و معصیت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان النفس لامارة بالسوء (بے شک نفس امارہ بہت برا ہے) کہہ کر اس کی حقیقت بیان کی ہے۔ صوفی نفس امارہ کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ جبکہ عام آدمی نفس کا غلام اور کھلونا بن جاتا ہے۔ صوفی کا یہ جہاد رائج الوقت ہتھیار سے نہیں بلکہ اسمائے حسنیٰ اور ریاضات شاقہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور وہ اسے شکست فاش دے کر ہی دم لیتا ہے۔ نفس امارہ بہت موذی ہے جب تک یہ طاقتور ہوتا ہے اسکی موجودگی میں نیکی کرنے، صداقت کو پانے اور روحانی مقام حاصل کرنے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوتی لہٰذا صوفی سب سے پہلے اسی کو زیر کرنے کی کامیاب کوشش کرتا ہے۔

نفس لوامہ:

عبادت و ریاضت اور ذکر الٰہی کے ذریعے نفس امارہ کو رام کرنے کے بعد نفس لوامہ کا مرحلہ آتا ہے۔ نفس لوامہ انسان کو نیکی کرنے اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی جانب راغب کرتا ہے۔ ابھی تک ارادہ خیر میں پختگی اور عبادات و ریاضات میں دوام نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی فعل معصیت میں مبتلا بھی ہو جاتا ہے۔ مگر صوفی فوراً توبہ کرتا ہے اور خود کو ملامت کرتا ہے۔ اور اپنے کئے پر ندامت اظہار کرتا ہے۔ اس مرحلے میں صوفی کشمکش کا شکار رہتا ہے۔ خیر کے اس معرکے میں ثابت قدم رہنے والے اور نفس مطمئنہ منتقل ہونے والے اللہ کے مقرب بندے بن جاتے ہیں۔ اس نفس

کو نفس ملہمہ بھی کہتے ہیں۔

نفس مطمئنہ:

نفس مطمئنہ جو سب سے بہترین اور اعلیٰ نفس قرار پاتا ہے۔ نفس لوامہ سے بخیر و خوبی گزرنے کے بعد یہ وصف حاصل ہوتا ہے۔ یہ عبادات الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ اطاعت خدا اور رسول اس کا شیوہ ہے۔ ہر قسم کی کدورت سے صاف رہتا ہے۔ اور تمام اخلاق ضمیمہ سے مبرا اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہوتا ہے۔ اس نفس کے بارے میں ارشاد ہے۔

یایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف خوشی و مسرت کے ساتھ آ میرے بندوں میں شامل اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ یہ تھی نفس امارہ، لوامہ اور مطمئنہ کی اجمالی تعریف۔

تاہم بزرگان صوفیہ نے ان کے علاوہ نفس کل، نفس ناطقہ پر بھی بحث کی ہے۔ ہم یہاں طوالت کے خوف سے انہیں نظر انداز کرتے ہیں۔

تزکیہ نفس کا عمل:

تزکیہ نفس کی طرف راغب ہونے والے خوش نصیب حضرات سب سے پہلے توبہ کے پانی سے اپنے دل کی طہارت اور عام پانی کے ذریعے اپنے جسم کی صفائی کرتے ہیں۔ گویا میر سید محمد نور بخش کے الفاظ میں

اگر بآب ریاضت بہ آوری غسلی
ہمہ کدورت دل را صفا توانی کرد

اگر تو دل کی کدورتوں سے صفائی چاہے
تو یہ ریاضت کے پانی سے کر سکتا ہے

یاد رہے کہ ظاہری و باطنی صفائی و پاکیزگی اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ حقیقت میں قلب انسانی اللہ تعالیٰ یا شیطان لعین کا مسکن ہوتا ہے۔ جب شیطان دل میں قیام پذیر ہو تو اس دل کے دھڑکن کے ساتھ شیطانی پیغام تمام اعضا، جوارح میں پہنچ جاتا ہے۔ جس کی روک تھام اور قلب انسان کو شیطان سے خالی کرنے کے لئے توبہ کے بعد بزرگان صوفیہ نے اسماء الحسنیٰ سے کام لیا ہے۔ جب تک قلب انسانی ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ شیطان کے لئے وہاں داخل ہونا ناممکن ہے۔ جب قلب انسانی ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے۔ تو شیطان قلب انسان میں داخل ہو کر پھر اپنا حکم جاری کرتا ہے۔ اس لئے اس ملعون سے دل کو محفوظ رکھنے کے لئے مسلسل عبادت و ریاضت اور ذکر الٰہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسا کیا جائے تو خود بخود تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہوں گے۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کا چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ نفس صاف ہوئے بغیر دل پاک نہیں ہوتا۔

تزکیہ نفس کے ذریعے انسانی روح کو تقویت دی جاتی ہے اور نفس امارہ کو کمزور کیا جاتا ہے۔ جس قدر نفس امارہ طاقتور ہوتا ہے اسی قدر روح کمزور ہوتی ہے اور جتنا نفس کمزور ہو جاتا ہے اسی قدر روح طاقتور ہو جاتی ہے۔ نفس کو کمزور کرنے، نفسانی خواہشات کو محدود کرنے اور افکار و خیالات فاسدہ کو مسدود کرنے کے لئے بزرگوں نے مختلف وظائف، اعمال اور طریقے وضع کئے ہیں جو عہد نبویؐ میں بھی مروج تھے۔

یاد رکھئے جس قدر ہماری نفسانی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے اسی قدر ہمارا نفس امارہ طاقتور ہوتا جاتا ہے اور ہمیں مزید خواہشات کی تکمیل پر مجبور کرتا ہے۔ شاید امیر کبیرؒ نے اسی لئے کہا ہے۔

عشوہ ابلیس از تلبیس تست
در تو یک یک آرزو ابلیس تست
تا کنی یک آرزوی خود تمام
از تو صد ابلیس زاید والسلام

ابلیس کے سارے نخرے تیری خواہشات کی وجہ سے ہیں۔
تیری اک ایک خواہش ابلیس ہے۔
جب تمہاری ایک خواہش پوری ہوتی ہے تو اس سے
سینکڑوں ابلیس پیدا ہوتے ہیں۔

باطن، صفحہ ۳

بشنو از نے

مثنوی معنوی کا منظوم ترجمہ

تحریر و ترجمہ: محمد یونس سیٹھی وفا

مثنوی معنوی کے خالق مولانا محمد جلال الدین رومی ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے جو علم و فضل کی دولت سے مالا مال تھا اور ہزاروں طالبان علم نے اس گھرانے سے کسب فیض کیا۔ مولانا اپنے دور کے اکابر علماء میں سے تھے۔ انہیں علوم دینی پر کمال دسترس حاصل تھی۔

مولانا 604 ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد کی نگرانی میں حاصل کی۔ اور بعد ازاں اس زمانے کے بلند مرتبہ عالم دین سید برہان الدین محقق سے علوم و فنون کی تعلیم کے مدارج طے کئے۔ والد کی حیات میں انہی کی خدمت میں رہے۔ البتہ ان کی وفات کے بعد شام کا قصد کیا اور بالآخر شاہ روم کی دعوت پر قونیہ منتقل ہوئے اور اپنی بقیہ عمر وہیں بسر کی اور 5 جمادی الثانی 1672 کو وفات پائی۔ قونیہ میں مولانا روم کا مزار آج مرجع خاص و عام ہے۔ مولانا روم کی شہرہ آفاق تصنیف مثنوی کو فارسی ادب میں منفرد اور لازوال مقام حاصل ہے۔ جس کا اعتراف دنیا بھر کے علماء، فضلا اور دانشوروں نے کیا ہے

مولانا روم نے مثنوی کی ابتدا بانسری کے بیان سے کی ہے اور اس قدیم عوامی ساز کے حوالے سے روح کی ماہیت اور

احساسات کو بعد دلپذیر اور دلسوز پیرائے میں پیش کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جس طرح بانسری اپنی اصل یعنی نیستاں سے جدا ہو کر سوز و گداز سے لبریز نغمے بکھیرتی ہے اسی طرح اس دنیا میں روح انسانی بھی اپنی اصل سے دور ہو کر بے چین اور مضطرب ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند
وز جدائیہا شکایت می کند

سن کہ نے کہتی ہے اپنی داستاں
درد ہجراں سے ہوئی ہے نوحہ خواں

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

ہیں نیستاں سے مجھے لائے جہاں
مرد و زن میری نوا سے خونچکاں

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

جو بھی اپنی اصل سے ہو گا جدا
ہو گا وصل خویش اس کا مدعا

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفت خوشحالاں و بد حالاں شدم

میں ہوئی ہر بزم میں نالہ کناں
نیک و بد کی محفلوں میں نغمہ خواں

ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نہ جست اسرار من

ہر کوئی اپنا سمجھتا ہے مگر
میرے اسرار دروں سے بے خبر

سر من از نالہ من دور نیست
لیک چشم و گوش را آں نور نیست

میرے نالوں میں مرے راز نہاں
جو انہیں سمجھیں وہ جان و دل کہاں؟

نے حریف ہر کہ از یارے برید
پردہ ہائش پردہ ہائے ما درید

بانسری بچھڑے ہوؤں کی ہمنوا
کر گئی دل کو دونیم اس کی صدا

باقی صفحہ 151 پر

فرزدق در مدح سید السجاد

ترجمہ و تبصرہ: غازی محمد نعیم

تعارف:

سید السجاد، زین العابدین حضرت علی بن الحسینؑ اہل بیت نبویؐ میں سے صوفیاء کے امام ہیں۔ تصوف کی شہرہ آفاق تصنیف "کشف المحجوب" میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری آپ کے متعلق یوں رقمطراز ہیں: "اور انہی ائمہ صوفیاء میں سے وارث نبوت، چراغ امت محمدیہؐ، سید مظلوم، امام مرحوم، عابدوں کی زینت اور اوتاد کی شمع حضرت ابوالحسن، علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ آپ اپنے زمانے میں سب سے بڑھ کر کریم اور عبادت گزار تھے اور حقائق معرفت کو کھولنے اور دقائق طریقت کو بیان کرنے میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا........جب سبائیوں نے حضرت حسین بن علیؑ کو مع آپ کے عزیز و اقارب کے کربلا کے میدان میں شہید کر دیا تو مردوں میں علی بن الحسینؑ کے علاوہ کوئی نہ بچا تھا جو عورتوں کی نگرانی کرتا اور آپ تپ میں مبتلا تھے۔ جب اہل بیت کو بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کر کے دمشق میں یزید بن معاویہ کے دربار میں لایا گیا تو ایک شخص نے آپ سے کہا: "اے علیؑ اور اے اہل بیت رحمت! آپ نے صبح کیسے کی؟" آپؑ نے جواب میں فرمایا

اصبحنا من قومنا بمنزلۃ قوم موسی من آل فرعون یذبحون ابناء ھم و یستحیون نساء ھم فلا ندری صباحنا من مساءنا وھذا من حقیقت بلاء نا۔ (ہم نے اپنی قوم کے ہاتھوں بالکل ویسی ہی صبح کی جیسی کہ قوم موسیٰ نے فرعون کے ہاتھ سے کی تھی کہ آل فرعون ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زندہ چھوڑتے تھے۔ پس ہم نہ صبح کو پہچانتے ہیں اور نہ شام کو۔ بس یہی ہماری مصیبت کی حقیقت ہے۔)

مدح کا پس منظر:

صاحب کشف المحجوب ہمیں درج ذیل واقعے کی بھی خبر دیتے ہیں:

حکایات میں آتا ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان ایک سال حج کے لئے آیا اور طواف کعبہ کے دوران حجر اسود کا بوسہ لینا چاہا تو لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے راستہ نہ ملا پس وہ منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا۔ اسی اثنا میں حضرت زین العابدین علی بن الحسینؑ مسجد حرام میں تشریف لائے۔ چاند سے چہرے، روشن رخساروں اور معطر لباس کے ساتھ آپ نے کعبہ کا طواف شروع کیا۔ جب آپ حجر اسود کے قریب پہنچے تو لوگوں نے تعظیماً حجر اسود کے ارد گرد کی جگہ خالی کر دی۔ ہشام نے پوچھا یہ نوجوان کون ہے؟ میں اس کو نہیں پہچانتا۔ اس کلام سے اس کا منشا یہ تھا کہ اہل شام ان کو نہ پہچانیں اور نہ ہی ان کی خلافت کی خواہش کریں۔ مشہور شاعر فرزدق وہاں کھڑا تھا اس نے کہا "میں اس کو خوب پہچانتا ہوں۔" لوگوں نے پوچھا "اے ابا فراس! ہمیں بتاؤ وہ کون ہے؟ کہ ہم نے اس سے زیادہ بارعب نوجوان نہیں دیکھا۔" فرزدق نے کہا "اچھا خوب کان لگا کر سنو۔ میں اس کی صفت اور اس کا نسب بیان کرتا ہوں۔ پس فرزدق نے یہ شعر پڑھے۔

قصیدہ

متن

1 - هذا الذی تعرف البطحاء و طاتہ
والبیت یعرفہ والحل و الحرم

2 - هذا بن فاطمۃ الزهراء کنت جاهلہ
وبجده انبیاء الله قد ختم

3 - هذا ابن خیر عباد الله کلهم
هذا التقی النقی الطاهر والعلم

4 - یبین نور الدجی عن نور طلعتہ
کا الشمس ینجاب عن اشراقها الظلم

5 - یغضی حیاء و یغضی من مهابتہ
فما یکلم الا حسین یبتسم

6 - ینمی الی ذروة العزالتی قصرت
عن نیلها عرب الاسلام العجم

7 - اذا رأتہ قریش قال قائلھا
الی مکارم ھذا ینتھی الکرم

8 - من جدہ و ان فضل الانبیاء لہ
وفضل امتہ دانت لہ الامم

9 - یکاد المسک عرفان راحتہ
رکن الحطیم اذا ماجاء یستلم

10 - فی کفہ خیر ران ریحھا عبق
من کف اروع فی ارنینہ شمم

11 - سھل الخلیفۃ لا یخفی بوادرہ
یزینہ اثنان حسن الخلق والشیم

12 - مشتقۃ من رسول اللہ بنعتہ
لجابت عناصرہ والخیم والشیم

13 - فلیس قولک من ھذا؟ بضائرہ
العرب تعرف من انکرت والعجم

14 - کلتا یدیہ غیاث عم نفعھا
تستو کفان ولا یعرو ھما العدم

15 - عم البریۃ بالاحسان فانقشعت
عن الغیابۃ والاملاق والظلم

16 - لا یستطیع جواد بعد غایتھم
لایدا نیھم قوم وان کرم

17 - ھم الغیوث اذا ما ازمۃ ازمت
والاسد اسد الشری والباس محتدم

18 - من معشر حبھم دین و بغضھم
کفر و قربھم منجا و معتصم

19 - ان عد اھل التقی کانوا ائمتھم
اوقیل من خیر اھل الارض قیل ھم

20 - سیان ذالک ان اثروا وان عدموا
لا ینقص العسر بسطا من اکفھم

21 - اللہ فضلتہ کرماً و شرفۃ
جری بذالک لہ فی اللوح والقلم

22 - مقدم بعد ذکر اللہ ذکر ھم
فی کل بدء و مختوم بہ الکلم

23 - من یعرف اللہ یعرف اولیۃ
والدین من بیت ھذا نالہ الامم

24 - ای القبائل یست فی رقابھم
اما لاباء ھذا اولہ نعم

اردو ترجمہ

1 - وادی بطحا کی برکت کا سبب ان کے قدم
خوب واقف ان سے بیت اللہ اور حل و حرم

2 - فاطمہ کا ہے جگر گوشہ ، نہیں تجھ کو خبر؟
ان کے نانا خاتم کل الانبیاء ہیں ، بے خبر

3 - جن کی یہ اولاد ہیں بے شک ہیں وہ خیر البشر
پھر نہ ہوں کیوں پاک باطن اور پاکیزہ نظر

4 - ہے ضیا پاش ان کے چہرے کی صباحت اس طرح
ہو طلوع مہر سے کافور ظلمت جس طرح

5 - ان کی نظریں تو حیا کے ہیں سبب سے جھک گئی
اہل محفل کی نظر فرط ادب سے جھک گئی

6 - حامل عزو شرف ہیں اس قدر اہل حرم
رشک کرتے ان پہ ہیں اہل عرب اہل عجم

7 - دیکھ کر اہل قریش ان کو یہ کہتے ہیں سبھی
انتہا جودو کرم کی بس انہی پہ ہو چکی

8 - ان کے نانا جملہ نبیوں سے ہیں افضل لاجرم
اور فضیلت ان کی امت کو ہے بر جملہ امم

9 - بہر بوسہ عزم کرتے ہیں جو یہ ابن کریم
ہاتھ ان کے خود ہی بڑھ کر چوم لیتا ہے حطیم

- ہاتھ میں سید کے بید مشک کی ہے جو چھڑی
10 رنگ و خوشبو میں فزو تر اس سے پھولوں کی لڑی

11 - نرم ہے ان کا مزاج اور ان کا غصہ بے خطر
حسن صورت ، حسن سیرت میں وہ سب سے خوب تر

- ان کا ہے اخلاق اخلاق رسالت ، پاک ہے
12 جو بھی عنصر اس میں شامل ہے نہایت پاک ہے

- تو نہ پہچانے تو کیا ہو جائے عزت ان کی کم؟
13 جانتا ہے ان کو تو سارا عرب ، سارا عجم

- ہاتھ ہیں ان کے سخی باران رحمت کی طرح
14 جن کے آگے تنگ دستی بھی ہے دولت کی طرح

- سارے انسانوں پہ یاں احسان ان کا عام ہے
15 اس سبب سے جو نظام ظلم ہے ناکام ہے

- ہو نہیں سکتا سخاوت میں کوئی ان کا حریف
16 یا مقام آدمیت میں کوئی ان کا حریف

- قحط سالی میں ہیں یہ باران رحمت کی طرح
17 ابتلا اور جنگ میں شیر محبت کی طرح

- دین ہے ان کی محبت ، بغض ان کا کفر ہے
18 قرب ان کا ہے نجات اور دور ہونا کفر ہے

- اہل تقویٰ کا امام ان کے سوا کوئی نہیں
19 ان سے بہتر اس جہاں میں دوسرا کوئی نہیں

- تنگ دستی کا سخی پا سنگ ہو سکتا نہیں
20 جو سخی ہے ہاتھ اس کا تنگ ہو سکتا نہیں

. حق نے افضل ان کو خود اپنے کرم سے کر دیا
21 حکم جاری ان کا سب لوح و قلم سے کر دیا
. ابتدا اور انتہا میں ہر عمل ہر کام کی
22 بعد ذکر حق کے ہے برکت انہی کے نام کی
. جس نے پہچانا خدا کو ان کو بھی ہے جانتا
23 کیونکہ دین امت کو ہے ان کے گھرانے سے ملا
. نعمت آباد سے ان کی سکہ میں جاں کس کی نہیں؟
24 زیر بار احسان سے گردن جہاں کسی کی نہیں؟

کرامات:

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے باب الطاق میں ایک ترسا (مجوسی) کو دیکھا جو بڑا خوبصورت جوان تھا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ اس جوان کو میرے کام کا بنادے اس لئے کہ تو نے اسے حسین بنایا ہے۔ تھوڑی مدت اس دعا کو گزری تھی کہ وہ ترسا میرے پاس آیا اور کہنے لگا اے شیخ مجھے کلمہ تلقین فرمایئے یوں وہ مسلمان ہو گیا اور جماعت اولیاء میں سے ایک ولی ہوا۔ (21)

حضرت عبداللہ احمد بن یحییٰ نبی اجلال فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ایک خوبصورت جوان کو دیکھا جو آتش پرست تھا میں اس کے جمال کو دیکھ کر متحیر ہو گیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا حضرت جنید پاس سے گزرے تو ان سے عرض کیا کہ حضور اللہ ایسی صورت کو بھی آگ میں جلادے گا؟ جنید نے فرمایا صاحبزادے! یہ چند لمحات زندگی کی گرم بازاری ہے جس نے تجھے اس خیال میں پھانسا ہے تو ان چیزوں کو بنظر عبرت نہیں دیکھتا اگر تو بنظر عبرت دیکھے تو ہر ذرے میں ایسے ہی عجائبات ہیں لیکن عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تو ضرور اس چہ میگوئی اور بے حرمتی میں معذب ہو گا۔

حضرت جنید تو یہ فرما کر چلے گئے اور مجھ پر عذاب آیا کہ کیف قرآنی مجھ سے فراموش ہو گئے کئی سال تک توبہ کرتا رہا تو کہیں جا کر وہ بلا دفع ہوئی اب میری ہمت نہیں کہ موجودات میں سے کسی چیز پر التفات کروں یا اپنے وقت کو بنظر عبرت بھی موجودات میں ضائع کروں۔(22)

ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک غیر مسلم آدمی مجلس میں آگیا اور کھڑے ہو کر پوچھا کہ فرمان رسول اتقو فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ کا کیا معنی ہے آپ نے ایک لمحے کے لئے سر جھکایا اور تامل کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ تم پہلے اسلام لاؤ کیونکہ اب تم چھپے نہیں رہ سکتے اب تمہارے اسلام قبول کرنے کا وقت آگیا ہے۔

اس واقعے کے بارے میں امام یافعی کہتے ہیں کہ اس میں دو کرامتیں ہیں ایک تو اس کی کفر پر اطلاع پانا دوم اس بات سے واقف ہونا کہ وہ اسی وقت اسلام قبول کرے گا۔(23)

غیب تیقن:

ایک بڑھیا خدمت میں آئی اور کہا کہ میرا بیٹا گم ہو گیا ہے آپ دعا کریں آپ نے اسے صبر کرنے کی تلقین کر کے واپس کر دیا چند دن بعد پھر آئی آپ نے سابقہ جواب دے کر پھر واپس کر دیا چند بار ایسا ہوا۔ آخر اس عورت نے تنگ آکر کہا کہ اب مجھ سے صبر نہیں ہوتا، خدا دعا کیجئے۔

آپ نے فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو تیرا لڑکا گھر واپس آگیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء آپ نے دعا کی اور عورت گھر آئی تو لڑکا گھر پہنچ چکا تھا۔(24)

مغرور مرید کا انجام بد:

حضرت جنید سے ایک مرید بد اعتقاد ہو گیا اور اس غلط فہمی میں جا پڑا کہ اب میں بھی تصوف کے بلند درجے پر فائز ہو چکا ہوں اور ساتھ ہی حضرت جنید سے علیحدگی اختیار کر لی چند روز بعد اس نیت سے حضرت جنید کے پاس آیا کہ جنید کا تجزیہ کرے کہ میرا خیال ان پر منکشف ہوا ہے یا نہیں۔ حضرت جنید نور فراست و معرفت سے یہ سب مشاہدہ کر رہے تھے مرید سوال کرنے لگا تو فرمایا کہ تو کیا جواب چاہتا ہے؟ الفاظ و عبادت میں یا حقیقت

معنی میں ' مرید نے عرض کی کہ دونوں طرح آپ نے فرمایا کہ عبارتی جواب یہ ہے کہ تو میرا تجزیہ کرنے کی بجائے اپنا تجزیہ کر لیتا تو میرے تجربے کا محتاج نہ ہوتا اور یہاں تجزیہ کرنے کی غرض سے نہ آتا۔

معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے منصب ولایت سے معزول کر دیا اسی وقت مرید کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور چیخنے لگا اور پکارا حضور راحت یقین میرے دل سے جاتا رہا توبہ کرنے لگا اور پہلی بجو اس سے ہاتھ اٹھایا۔ اس وقت جنید نے فرمایا تو نہیں جانتا کہ اللہ کے ولی والیان اسرار ہوتے ہیں۔ تجھ میں ان کی برداشت نہیں ہوتی پھر ایک پھونک اس پر ماری پھر وہ اپنے پہلے درجے پر متمکن ہوا اس دن سے خاصان بارگاہ کے معاملات میں دخل دینے سے توبہ کی۔(25) آپ کے ایک مرید کو خیال آیا کہ میں مرتبہ کمال کو پہنچ چکا ہوں اور اب میرے لئے صحبت کی نسبت تنہائی بہتر ہے چنانچہ وہ گوشہ نشیں ہو گیا اور صحبت جنید کو ترک کر دیا جب رات ہوئی ایک جماعت وہاں آ پہنچی اور اونٹ لا کر بٹھا دیا اور اس صوفی سے کہا کہ تمہیں ہم بہشت میں لے جاتے ہیں وہ بشارت سن کر اونٹ پر سوار ہو گیا اور سب چل پڑے کچھ دور چلے تھے کہ ایک باغ وبہار سے بھرپور جگہ پہنچ گئے وہاں حسین و جمیل لوگ تھے عمدہ لذیذ اور نفیس کئی طرح کے کھانے اور بہتی ہوئی نہریں تھیں۔ شب بھر وہ ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ صبح ہوئی تو خود کو اپنے عبادت خانے میں پایا۔ چند دن تک ایسا ہوتا رہا۔ جس کی وجہ سے رعونت بشری عود کر آئی اور غرور جوانی لوٹ آیا۔ آخر اس نے اپنی کیفیت لوگوں کو بتانا شروع کر دی اور دعوئ ولایت کرنے لگا۔ یہ خبر لوگوں نے حضرت جنید کو پہنچائی تو آپ اس کے حجرہ عبادت میں تشریف لائے اور اس سے دریافت حال کی اس نے سب کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا آج رات جب تو یہ حال دیکھے تو **لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** تین بار پڑھ لینا مختصر یہ کہ جب شام ہوئی اور وہ لوگ اسے حسب معمول لے کر چلے تو اس کے دل میں حضرت جنید کی تعلیم سے بدگمانی پیدا ہوئی پھر تھوڑی دیر بعد توبہ کے خیال سے اس نے تین بار یہ دعا پڑھی تو وہ گروہ شور مچاتا ہوا غائب ہو گیا اور اس نے اپنے آپ کو ایک ایسی جگہ پر پایا جہاں گندگیاں اور جھوٹی ہڈیوں کا ڈھیر تھا۔(26)

توجہ الی المرید:

آپ کا ایک مرید بصرے میں رہا کرتا تھا ایک دن اس نے گناہ کرنے کی ٹھانی اور ارادہ کر لیا اچانک اس کی نظر آئینے پر پڑ گئی اپنے چہرے کو سیاہ پایا حیران ہوا اور ہر ممکن طریقے سے سیاہی کو مٹانے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا اور شرم کے مارے چھپتا پھرا اور اسی بناء پر گھر میں روپوش رہا۔ تیسرے دن کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز دی کون ہے؟ کہا گیا کہ جنید کا قاصد ہوں اس نے آپ کا خط وصول کیا پڑھا تو لکھا تھا کہ اللہ کی بارگاہ میں ادب سے کیوں حاضر نہیں ہوتا آج تین دن اور تین راتیں بیت گئی ہیں کہ مجھے دھوبی کا کام کرنا پڑتا ہے کہ تمہارے چہرے کی سیاہی سفیدی میں بدل دوں۔(27)

ابو عمر بن علوان کہتے ہیں کہ ایک دن میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے دل میں شہوت پیدا ہوئی یہاں تک کہ شہوت مجھ پر غالب آ گئی اور میں فرط شہوت سے گر پڑا اور میرا جسم سیاہ ہو گیا میں اپنے گھر میں چھپ گیا تاکہ لوگ مجھے دیکھ نہ سکیں اور تین دن تک چھپا رہا میں علاج کرتا اور صابون سے حمام میں غسل کرتا رہا مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا یہاں تک کہ تین دن بعد خود بخود سیاہی ختم ہو گئی میں نے جنید بغدادی سے ملاقات کی انہوں نے مجھ سے کہا کہ تمہیں خدا سے شرم نہیں آتی میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا تھا کہ تمہارا نفس شہوت سے آلودہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ تمہاری حالت شہوت طویل ہو گئی تو میں نے تجھے اللہ کے حضور سے نکال دیا اگر میں اللہ تعالیٰ سے تیرے حق میں دعا نہ کرتا اور تیری طرف توجہ نہ کرتا تو تمہارا سفید رنگ کبھی واپس نہ آتا۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ میں ان کی اس بات سے حیران ہوا کہ انہیں میری حالت کا علم کیسے ہوا حالانکہ وہ بغداد میں اور میں رقہ میں تھا۔(28)

(جاری ہے)

احوال و آثار حضرت شیخ جنید بغدادیؒ

غلام حسن نور بخشی

جنید نام ابو القاسم کنیت اور سید الطائفہ لقب تھا۔ آپ کا پیشہ ورانہ نام قواریری اور نسبی نام بغدادی تھا۔

آپ 210 ہجری کو بغداد عروس البلاد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد جناب محمد قواریری شیشے کا کاروبار کرتے تھے۔ بعد میں آپ نے بھی اسی پیشے کو اختیار کیا چنانچہ اسی نسبت سے قواریری مشہور ہوئے۔ آپ ایک عمدہ علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ شیخ العصر حضرت سری سقطی آپ کے ماموں تھے اور یہ وقت خلفائے بنی عباس کا سنہری زمانہ تھا۔ اگرچہ سارا عالم اسلام علوم و فنون کا مرکز بنا ہوا تھا۔ خاص طور پر دار الخلافہ بغداد علوم و فنون کا گہوارہ تھا۔ گلی گلی اور کوچے کوچے میں علم و معرفت کے چرچے تھے۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادی ہوش سنبھالتے ہی تحصیل علم میں لگ گئے اور تھوڑی ہی مدت میں مروجہ علوم و فنون میں بحر مواج بن گئے۔ آپ کے بارے میں حضرت سری سقطی نے دعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے حدیث کا عالم بننے کی توفیق دے اور پھر صوفی بنائے۔ پہلے صوفی اور بعد ازاں محدث بننے سے بچائے رکھے۔ (جنید بغدادی از ضیاء الحسن فاروقی ص)

آپ بچپن ہی میں علوم ظاہر میں بہت بڑے عالم بنے اور پھر سری سقطی، حارث محاسبی وغیرہ سے تصوف کی تعلیم و تربیت حاصل کی اور صوفیاء کے متقدمین میں سب سے بڑے صوفی بن گئے تھے۔

ابتدائے سلوک:

ایک دن آپ مدرسہ سے واپس گھر پہنچے تو والد کو روتے دیکھا آپ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو بتلایا گیا کہ آج میں مال زکوٰۃ تمہارے ماموں سری کے پاس لے گیا تھا انہوں نے قبول نہیں کیا۔ میں نے اس کی تحصیل میں جو عمر صرف کی اور محنت کی وہ خدا کے کسی دوست کے لائق نہیں ہے۔

آپ نے کہا کہ مجھے دے دو میں ان کو دے آؤں گا چنانچہ آپ وہ مال لے کر سری کی خدمت میں چلے گئے۔ جب دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا کون ہے؟ جواب دیا جنید! دروازہ کھولیے اور یہ فریضہ زکوٰۃ لے لیجئے۔ اندر سے سری نے کہا میں نہیں لیتا۔ جنید نے کہا کہ قسم بخدا اس کا لینا آپ کے لئے فضل و کرم اور میرے والد کے لئے عدل ہے اسے لے لیجئے!

سری نے کہا اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے درویشی دے کر فضل و کرم تجھ پر کیا۔ میرے والد کو دنیا میں مشغول رکھا۔ اگر آپ چاہیں اسے لے لیجئے یا رد کر دیجئے میرے والد چاہیں یا نہ چاہیں مگر انہیں مستحق کو دینا پڑے گا۔

حضرت سری کو جنید کی یہ بات پسند آئی اور کہا کہ اسے قبول کرنے سے پہلے ہم تجھے قبول کرتے ہیں چنانچہ دروازہ کھول دیا اور مال لے لیا۔ جنید کو اپنے ساتھ حج کے لئے لے گئے اور آپ کو سلوک کی تربیت دینے لگے۔ (1)

مکہ معظمہ سے واپس آ کر بغداد میں آئینہ سازی کی دکان قائم کر لی۔ دکان میں ایک پردہ ڈال کر روزانہ چار سو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے ایک عرصہ بعد اسے چھوڑ دیا اور ایک دوسرے مکان کے ایک حجرہ میں گوشہ نشین ہو گئے۔ (2)

کلمۃ الثناء:

آپ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے ہاں بے حد ہر دلعزیز تھے۔ عرفاء و شیوخ طریقت آپ کی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ تمام مصنفین نے آپ کی بے حد تعریف کی ہے۔ جن میں سے بعض کو درج کیا جاتا ہے۔

گنج بخشؒ:

انہی میں سے شیخ طریقت، امام شریعت ابو القاسم، حضرت جنید بغدادی ہیں۔ آپ مقبول اہل ظواہر و ارباب قلوب تھے۔ تمام علوم و فنون میں کامل اور اصول و فروع و معاملات و عبادات میں مفتی اعظم اور اصحاب ثفیان ثوری مانے گئے ہیں آپ کے فرامین نہایت عالی ہیں اور آپ کا حال بدرجہ غایت کامل تھا حتیٰ کہ تمام اہل طریقت آپ کی امامت پر متفق ہیں۔ (3)

سری سطقی:

ایک روز حضرت سری سقطی سے پوچھا کہ کوئی مرید ایسا بھی ہے جس کا درجہ اپنے مرشد سے بلند ہو گیا ہو؟ فرمایا ہاں۔ اس کے

براہین ظاہر ہیں آپ نے جنید کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اس کا درجہ میرے درجے سے بلند ہے۔(4)

شفیع قادری اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے سری سقطی کی سب سے بڑی کرامت قرار دیتا ہے۔

بر تراز جملہ کراماتش ہمیں
ایں سخن فہمد ہر آنکس راکہ دین

آنکہ مانند جنید او را مرید
وارثش از الطاف یزداں مجید

عمر ولی الدین:

سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوالقاسم لقب سید الطائفہ اور طاؤس العلما۔ تھا آپ سلطان طریقت و پیشوائے اہل حقیقت و مقتدائے زمان تھے۔ صوفیہ کے آئمہ اور سادات میں سے تھے۔ آپ کو سید الطائفہ اور امام آئمہ مانا گیا ہے۔ طریقت میں آپ کا کلام حجت ہے۔(4)

فرید الدین عطار:

آپ بحر شریعت و طریقت کے شناور، انوار الٰہی کے مخزن و منبع اور مکمل علوم پر دسترس رکھتے تھے اس وجہ سے اہل زمانہ نے آپ کو شیخ الشیوخ، زاہد کامل اور علم و عمل کا سرچشمہ تسلیم کر لیا تھا اور آپ کو سید الطائفہ۔ لسان القوم، طاؤس العلما۔ سلطان المحققین کے خطابات سے نوازا تھا۔(7)

آپ قطب وقت، منبع اسرار، مرقع انوار، سلطان طریقت اور بادشاہ حقیقت تھے۔ انواع علوم و فنون میں کامل دستگاہ اور معاملات و ریاضت میں مفتی کامل تھے۔ کلمات لطیف اور اشارات عالی میں سب پر سبقت رکھتے تھے۔ تمام فرقوں میں مقبول تھے۔ سب کا آپ کی امامت پر اتفاق ہے۔ سید الطائفہ آپ کا لقب اور مقتدائے اہل تصوف میں شریعت، طریقت، حقیقت میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ عشق و زہد میں بے نظیر تھے۔ اپنے وقت کے تمام مشائخ کے مرجع تھے۔ آپ کی ...یف بے شمار ہیں۔ علم اشارات سب سے پہلے آپ نے پھیلایا۔ بار ہا دشمنوں اور حاسدوں نے آپ پر کفر و زندقہ کا فتویٰ لگایا۔

سید نور بخش لکھتے ہیں:

سید الطائفہ استاد اہل طریقت کہف ارباب حقیقت قطب الاقطاب فرد الافراد شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی۔(9)

ایضاً

دگر خود جنید است سلطان فقر
کہ بغداد ازو بر جہاں کرد فخر
(10)

شفیع قادری:

شاہ شاہان پیر دین ما جنید
حق تعالیٰ را نظر با بر جنید

آن جنیدی کش رود قربان دلم
آں جنید کش بود خواہاں دلم

فخر بغداد است ازمولود او
از جنید آن طالع مسعود او

کرد از پس دانش علم و ہنر
خاک پائے او ملائک تاج سر
(11)

مولانا محمد حنیف ندوی:

ابوالقاسم جنید بن محمد المتوفی 298 ہجری سرخیل صوفیاں اور چمنستان تصوف کے گل سرسبد عراق ان کا مولد و منشا ہے ان کے والد شیشے کا کاروبار کرتے ہیں۔ اس مناسبت سے قواریری بھی کہلاتے ہیں۔ انہوں نے تصوف میں ایک خاص مدرسہ فکر کی بنیاد ڈالی ہے۔ افسوس ہے کہ ان کے بعد آنے والے حضرات نے ان کے انداز کو آگے بڑھانے کی کوشش نہیں کی ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے تصوف کو خاص نظریات سے روشناس کرایا اور اسے ایک متعین پیرایہ بخشا۔(12)

ضیاء تسنیم بلگرامی:

جنید بغدادی پورے تیس سال تک عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر رات بھر اللہ اللہ کرتے رہتے تھے۔ اور عشاء ہی کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔ ان کی زبان اور نگاہ میں عجیب تاثیر تھی وہ ایک ہی نگاہ میں لوگوں کی کایا پلٹ دیتے تھے۔ لیکن جب سے خلیفہ کی کنیز راکھ ہوئی تھی وہ بہت احتیاط کرنے لگے تھے پھر بھی یہ عالم تھا کہ آنحضرت کی ہدایت پر ایک بار وعظ کے لئے کھڑے ہوئے تو حاضرین کی کل تعداد چالیس تھی ابھی انہوں نے وعظ شروع ہی کیا تھا کہ سترہ آدمی چیخ مار کر جان بحق ہو گئے اور بیس آدمی بے ہوشی کے عالم میں گھروں کو پہنچائے گئے۔ (13)

علی قویی:

جنید دار ای علم ظاہر و باطن و شیخ المشائخ و مرجع اہل شریعت و امام الائمہ اندر طریقت بود (14)

جنید علوم ظاہری و باطنی کا حامل مشائخ کا شیخ اور اہل شریعت کا مرجع تھا اور طریقت میں آپ امام الائمہ تھے۔

معصوم علی شیرازی:

آپ صوفیوں کے امام اور سردار ہیں۔ (15)

عطاء اسکندری:

امامنا فی هذا العلم و مرجعنا المقتدی به الجنید (16)

علم تصوف میں ہمارا امام مرجع جنید ہیں جس کی ہم پیروی (تقلید) کرتے ہیں۔

ریاضت:

کسی بھی چیز کے حصول کے لئے سعی و کوشش ضروری ہے۔ جس قدر مقصد بلند و ارفع ہو اسی قدر سعی و کوشش زیادہ کرنا چاہئے روحانیت میں حصہ لینے والوں کو ریاضت و مجاہدہ کے بغیر کوئی مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے بزرگوں نے سخت قسم کی ریاضتیں کی ہے تاآنکہ وہ اپنے بلند پایہ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

حضرت جنید رضی اللہ عنہ جب ضعیف ہوئے تو جوانی کے ایک اوراد سے ایک ورد بھی ترک نہ کیا لوگوں نے عرض کیا حضور آپ ضعیف ہو گئے ہیں لہذا بعض عبادات نافلہ ترک فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا جو چیزیں اللہ کے فضل سے میں نے حاصل کیں محال ہے کہ اب انتہا میں چھوڑ دوں۔ (15)

حریری کا بیان ہے کہ میں جنید کے پاس گیا وہ غمگین بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھ سے ایک ورد نہ ہو سکا میں نے کہا کہ اس کو دوسرے وقت پورا کر لیجئے جواب دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اوقات گنے چنے ہوتے ہیں۔ (17)

حضرت جنید بغدادی کے ہاتھ میں اس وقت بھی تسبیح دیکھی جب وہ منتہائے کمال پر پہنچ چکے تھے تو ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا جس کے ذریعے سے ہم اللہ تک پہنچے ہیں اس کو ہم کیسے چھوڑ دیں۔ (18)

حریری کہتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی کے نزع کے وقت ان کے پاس تھا۔ آپ کلام اللہ بھی پڑھتے تھے اور اسی حالت میں ختم کر لیا۔ میں نے عرض کیا کہ اس حالت میں آپ اپنے حال پر رحم کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے شروع کئے ہوئے کو پورا کرنے کا مستحق مجھ سے زیادہ اور کون تھا کہ اس وقت میرے نامہ اعمال تہ ہوتے ہیں۔ (20)

(جاری ہے)

شاہ ہمدانؒ اور ان کی تمدن آفرینی

حکیم محمد سعید

جب کبھی دعوت اسلام اور اس کی اشاعت کی تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو عام طور پر نگاہ صرف دینی عقائد تک محدود و مرتکز ہو کر رہ جاتی ہے اور فکر و اعتقاد کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تمدنی اور معاشرتی نیز اقتصادی اور سیاسی انقلابات کے اہم اور مثبت مظاہر و مآثر کی طرف نظر بہت کم جاتی ہے۔ اس لئے دعوت اسلام کی وسعت اور ہمہ گیری کا صحیح اندازہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف مجموعہ عقائد نہیں ہے بلکہ عالم انسانی کے تمام شعبہ ہائے زندگی کو اپنی مکمل ہدایت و رہبری سے روحانی و مادی ترقی کی منزلوں سے ہم کنار کرنے والا اور اعلیٰ اقدار پر مبنی انفرادی اور اجتماعی نظام حیات سے متعارف کرانے والا وہ دین کامل ہے جس کی دعوت ہمہ گیر انقلاب کی دعوت بن جاتی ہے۔ اس لئے داعیان اسلام اور دین مبین کے مبلغین، خواہ طبقہ صوفیہ سے تعلق رکھتے ہوں یا زمرہ علما اور حکما سے، دنیا کے جس خطے میں پہنچتے ہیں اپنے مجاہدانہ جوش و خروش اور اپنی بلند تر سعی و عمل سے وہاں فکری، تہذیبی اور سیاسی اعتبار سے ایک "جہان تازہ" پیدا کر دیتے ہیں۔ ان کی متحرک اور فعال زندگی ایک ایسے ماحول کی تخلیق کی موجب ہوتی ہے۔ جہاں ذہن علم و فن کی روشنی اور ضیا سے منور ہو کر خلاق بن جاتے ہیں او معاشرہ بہ حیثیت مجموعی علم اور ایجاد و اختراع اور صنعت و تخلیق کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

شاہ ہمدان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اہل کشمیر کو مکمل اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور کر کے دین و دنیا کی تفریق سے بلند تر زندگی گزارنے کا سلیقہ عطا کیا۔

کشمیر میں ان کی آمد صرف صاحب ذکر و فکر صوفی کی حیثیت سے نہیں ہوئی بلکہ ایک عظیم المرتبت مبلغ اسلام اور انقلابی مرد مسلمان کی حیثیت سے ہوئی۔

سرزمین کشمیر میں بلبل شاہ کی تبلیغ سے بادشاہ صدر الدین مشرف بہ اسلام ہو چکا تھا اور اس طرح دین برحق اس خطے میں اجنبی تو نہیں تھا، لیکن اجتماعی زندگی ابھی اسلامی اقدار سے متعارف نہیں ہوئی تھی اس لئے ابھی وہ انقلاب برپا نہیں ہوا تھا جو مقتضیات دین میں سے ہے۔

796. میں شاہ ہمدان کا ورود جب کشمیر میں ہوا تو زندگی کے سارے شعبے اپنی تنظیم نو کے منتظر تھے اور گرد و پیش کی فضا نہایت پرعزم تبلیغی جدوجہد کی متقاضی تھی۔

انہوں نے نواح کشمیر سے ہمہ گیر ضلالت اور گمراہی کے خلاف بہ یک وقت متعدد محاذ آراستہ کئے جن میں میرے نزدیک ان کا اہم کارنامہ آزاد اور غیر انحصاری معاشی نظام نیز علمی، فکری اور سائنسی بنیادوں پر اسلامی ثقافت کی تحریک ہے۔

ایک مفکر، ایک مبلغ اور مجاہد اور ایک عظیم صوفی کی حیثیت سے انہیں اس امر کا احساس تھا کہ جب تک کسی معاشرے کے افراد اقتصادی طور پر خود کفیل نہ ہوں وہ موثرات زمانہ بالخصوص حاکمانہ جبر و استبداد کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ واقعہ یہ ہے کہ اقتصادی زبوں حالی کسی قوم کو محکومی سے حریت کی فضاؤں میں لانے میں ہمیشہ مانع و مزاحم ہوتی ہے، آزاد معیشت وہی ہے جس کی تعمیر محنت اور صنعت کی بنیادوں پر ہو۔ چنانچہ شاہ ہمدان نے تین خاص صنعتوں کی طرف اہل کشمیر کو متوجہ کیا۔ یہ وہ صنعتیں تھیں جن کا بغور مشاہدہ آپ نے ایران میں کیا تھا۔ دیگر کمالات کے ساتھ ساتھ ان کا یہ امتیاز بھی قابل ذکر ہے کہ وہ خود بھی ان صنعتوں کے ماہر تھے۔ انہیں اختصار کے ساتھ ہم قالین بافی، ریشمی پارچہ سازی، سنگ تراشی اور معماری کہہ سکتے ہیں۔

انہوں نے تحریکی انداز سے اہل کشمیر کو ان صنعتوں سے متعارف کرایا اور کلاہ سازی کے ذریعہ سے اپنی صنعت و محنت کا بھی نمونہ پیش کیا۔ اور جو لوگ گروہ اصفیاء سے تعلق رکھتے تھے انہیں آپ نے تاکید کی کہ تصوف، جمود و تعطل اور ترک اسباب کا نام نہیں ہے بلکہ کسب ہنر کر کے اپنے دست و بازو سے رزق حلال حاصل کرنے اور مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا نام ہے۔ طاعت و بندگی کا کمال ترک و تجرید کی وہ صورت نہیں ہے جو رہبانیت سے قریب تر ہو، خلاقی، ہنر آفرینی اور تعمیری جدوجہد نیز خیر و شر کی کشاکش میں عملی طور پر شریک و سہیم ہونا ہی صوفیائے اسلام کا

شمار رہا ہے۔ اس سے تعلیم و تلقین اور شاہ ہمدان کی سیرت کے عملی نمونوں سے خود صوفیہ کے طبقے میں بھی تحریک ہوئی اور وہ عبادت و عبادات اور ریاضت و مجاہدہ کے ساتھ اقتصادی جدوجہد میں بھی شریک ہوئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے کشمیر کی سرزمین صنعت کا بن گئی اور مختصر عرصے میں دنیائے صنعت میں اس کی نادرہ کاری کو بین الاقوامی تعارف حاصل ہو گیا۔

ثقافت کو اعلیٰ قدروں پر استوار کرنے کے لئے انہوں نے صنعت کے ساتھ ساتھ طبی سائنس اور کیمیا کی طرف بھی خصوصی توجہ کی۔

یہ نکتہ کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ مشرق و مغرب میں اسلامی ثقافت کی ترویج و اشاعت میں حکمت و دانش، طبی سائنس اور نوع بہ نوع ایجادات و مخترعات کو ایک اہم عامل کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ جہاں تک سرزمین کشمیر کا تعلق ہے یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ وہاں اسلام کی روشنی بہ دیر پہنچی۔ مورخین نے اپنے اپنے نقطہ نظر سے اس کی توجیہہ کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی قوم و ملک کا اسلامی شعار و تشخص کے ساتھ عالمی تعارف اس وقت ہوتا ہے جب اس کی ثقافت اپنی ساری خصوصیات کے ساتھ معاشرے پر محیط ہو جائے۔

کشمیر میں تبلیغ اسلام، تزکیہ اخلاق، علوم و فنون کی اشاعت اور صنعت و ہنر کی تربیت کے ساتھ ایک اہم خلا رہ گیا تھا جس کی تکمیل کی طرف شاہ ہمدان کی توجہ ہوئی، اور وہ ہے طب اسلامی کا تعارف۔ یہ درست ہے کہ عملی طبیب کی حیثیت سے شاہ ہمدان کی شخصیت تاریخوں میں نمایاں نہیں ہے، لیکن انہوں نے جہاں تفسیر، حدیث، اخلاق، سیاست، تصوف اور فلسفہ پر اہم تصانیف پیش کیں وہاں صاحب نزہتہ الخواطر کے بیان کے مطابق طب پر بھی ایک رسالہ لکھا، جس میں نباتات کے خواص اور دوا سازی کی ترکیب پر فنی حیثیت سے روشنی ڈالی۔

"مکتوبات امیریہ" کے بعض مکاتیب سے بھی ان کی طبی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے اس لئے کہ جعفر بدخشی کو انہوں نے اپنے بعض خطوط میں بیش قیمت طبیبانہ نصیحتیں بھی کی ہیں اور دوا سازی کے طریقوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

انہوں نے طب پر جو مستقل رسالہ لکھا تھا وہ نایاب ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب نزہتہ الخواطر کی نظر سے اس کا خطی نسخہ گزرا ہے۔ انہوں نے رسالے کا ابتدائی جملہ بھی لکھا ہے جو تذکرہ مخطوطات کے فنی مقتضیات میں سے ہے۔

علاوہ ازیں علم کیمیا پر بھی ان کا کوئی رسالہ ہے، جس کے مخطوطات نایاب ضرور ہیں مگر معدوم یا موہوم کہنا ازروئے تحقیق صحیح نہیں ہے۔ فلزات کے تحول کے متعلق ان کے ایک جملے کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ "ان کا مرتبہ کمال یہ ہے کہ وہ شمسی ہوں۔" دانش کدہ ادبیات و علوم انسانی تہران کی فہرست مخطوطات میں یہ قول شاہ ہمدان کی جانب منسوب ہے اس کے بارے میں ہمارے مخلص دوست جناب ڈاکٹر محمد ریاض کا خیال ہے کہ یہ محض ان کا قول ہو سکتا ہے نہ کہ کیمیا پر ان کی کسی تصنیف کا ثبوت۔

اس ضمن میں یہ عرض کرنا ہے کہ اول تو دنیائے اسلام میں اسلامی اور طبی علوم کے تمام خطی نسخوں کی فہرست ہنوز غیر مدون ہے، اس لئے انکار کا شاید کوئی جواز نہیں، دوم یہ کہ قول سے بھی فن شناسی کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا ہمیں یہ کہنے کا حق تو ضرور پہنچتا ہے کہ ان کی نظر علم کیمیا پر بھی تھی، اور ان کی کوشش یہ تھی کہ کشمیر کے مسلمان دیگر خطوں کے مسلمانوں کی طرح طب اور کیمیا کی تحصیل کی طرف بھی متوجہ ہوں تاکہ اسلامی ثقافت اپنے تمام علمی، فکری اور اخلاقی خصائص کے ساتھ نمایاں ہو سکے۔

شاہ ہمدان کے یہی وہ کمالات ہیں جو ان کو نوابغ روزگار میں اہم مقام عطا کرتے ہیں۔ آج ترقی پذیر اسلامی ممالک میں تعمیری جدوجہد کرنے والے ان کی زندگی کو مشعل راہ بنا کر صحت مند انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

بقیہ خطوط

24 - ماہنامہ نوائے صوفیہ کا تازہ شمارہ پا کر ناچیز کو انتہائی خوشی حاصل ہوئی۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اسے ماہنامہ سے روزنامہ بننے کی توفیق دے۔ آمین

رسالے کا ہر مضمون قابل تعریف تھا۔ آئندہ بھی قارئین کو دینی اور فقہی مسائل سے آگاہ رکھنے کی جدوجہد جاری رکھیں۔

محمد عبداللہ گلشن کیمبری حال کراچی

(گذشتہ سے پیوستہ)

آج کے معاشرے میں نوجوان نسل کا کردار

تحریر: علی محمد محمدی

اگر قرآن مجید کا مطالعہ کریں۔ تو پتہ چلتا ہے کہ رب العالمین نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی نیابت و خلافت کا اس وجہ سے مستحق ٹھہرایا تھا کہ آپ علیہ السلام علمی میدان میں ملائکہ سے اعلیٰ و ارفع مقام رکھتے تھے۔ نیز قرآن مجید میں جہاں خلافت و نیابت کا ذکر آیا ہے۔ وہاں اسے علم کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ جب حضرت داود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو بادشاہ کے طور پر مبعوث کیا ہے تو آپ علیہ السلام کی قوم نے اعتراض کیا کہ ہم پر بادشاہ "قائد جہاد" کیسے ہوسکتے ہیں۔ ہم ہی سلطنت و قیادت کے زیادہ مستحق ہیں اور طالوت کو زیادہ مال نہیں دیا گیا ہے۔ تو اس پر قرآن نے طالوت کے حق میں یوں فیصلہ صادر کیا۔

ان اللہ ۔ اللہ علیکم وزادہ فی العلم والجسم واللہ یوتی ملکہ من یشاء واللہ واسع علیم

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس (طالوت) کو تم سے چن لیا ہے۔ اور زیادہ وسعت دی علم اور جسم میں۔ اور اللہ تعالیٰ جسکو چاہے سلطنت عطا کرتا ہے۔ اور اللہ (پاک) وسعت دینے والا اور جاننے والا ہے۔

آج امریکہ اور مغربی دنیا ترقی کی راہ پر گامزن ہے' اور ہم ان کی سائنسی ایجادات کو بسرو چشم قبول کرتے ہیں۔ ایک وہ وقت بھی تھا کہ لوگ یورپ سے بغداد اور دمشق کی اسلامی یونیورسٹیوں میں حصول علم کیلئے آتے تھے۔ اور آج ہم انکے محتاج ہیں۔ اور ہماری درسگاہوں میں رومی' غزالی' ابن الہیثم' بوعلی سینا' فارابی اور حضرت امیر کبیر و غوث المتاخرین شاہ سید محمد نور بخش نور اللہ مرقدہما جیسی شخصیات پیدا نہیں ہوتیں جناب غوث المتاخرین رحمتہ اللہ علیہ نے تو اپنے تبحر علمی (علوم ظاہرو باطن) کا مظاہرہ ان الفاظ میں کیا تھا کہ اگر بوعلی سینا بھی میرے دور میں ہوتا تو وہ میری شاگردی اختیار کرتا۔ آپ نے یوں ہی ان اللہ اولنی نہیں کہا تھا۔ آپ اس مقام و مرتبے پر پورا اترتے تھے۔

بہرحال آج اگر ہم دنیا کی امامت و قیادت کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہلبیت عظام علیہم السلام کی سیرت کو زندہ کرکے دکھانا چاہتے ہیں۔ تو علم کے میدان میں اپنا کردار پیش کرنا ہوگا۔

عمل صالح

نوجوان نسل کو حصول علم و دانش کے ساتھ ساتھ عمل صالح بھی کرنا ہوگا۔ قرآن مجید میں اور حدیث رسول میں بہت سے مقامات پر عمل صالح کرنے والوں کیلئے کامیابی و کامرانی کی خوشخبری اور بے عملی کا مظاہرہ کرنے والوں کیلئے ناکامی و نامرادی کی وعید آئی ہے۔ اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ جب تک نوجوان نسل نے تعلق باللہ اور عشق رسول اور محبت اہلبیت اطہار علیہم السلام کے ذریعے عمل صالح کیا۔ انکو دنیا کی کوئی طاقت حق و صداقت کی راہ سے نہ ہٹا سکی۔ اس ضمن میں ایک تاریخی واقعہ فائدے سے خالی نہیں ہوگا۔

شہنشاہ روم نے دو مسلم نوجوانوں کو گرفتار کرلیا۔ اس میں سے ایک بھائی کو گرم تیل کی کڑاہی میں ڈال کر شہید کردیا۔ اور دوسرے سے کہا کہ تم بھی اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت قبول کرلو تو ٹھیک ورنہ تمہیں بھی اس کڑاہی میں گرا دیا جائے گا۔ اس نوجوان نے اپنے بھائی کی طرح انکار کیا' پھر اس بادشاہ کے وزیر نے کہا کہ میں اپنی حسین و جمیل بیٹی کے ذریعے اسکا مذہب بدل دوں گا۔ اس نے اس نوجوان کو اپنی بیٹی کے سپرد کیا۔ اور کہا کہ یہ باغی ہے تمہیں ہر قسم کی کھلی آزادی ہے جو چاہو کرلو۔ لیکن چالیس دن کے اندر میں اسکا مذہب عیسائی دیکھنا چاہتا ہوں۔ بیٹی نے کہا کہ یہ تو کوئی بڑا کام نہیں۔ اسکو میں ایک ہفتے کے اندر اپنے حسن و رعنائی کے ذریعے اس راستے سے ہٹا سکتی ہوں۔ ایک باغ میں

دونوں کو چھوڑ دیا گیا۔ اور ہر قسم کی معیشات مہیا کی گئیں۔ دوشیزہ زرق برق کپڑے پہن کر اور حسن کا مرقع بن کر صبح و شام اس نوجوان کے پاس آ کر بیٹھتی مگر نوجوان کا معمول یہ تھا کہ وہ صبح کو روزہ رکھتا اور سارا دن عبادت و ریاضت میں گذارتا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتا۔ چالیس دن بیت گئے۔ چالیس دن اور چالیس راتوں میں نوجوان نے اس دوشیزہ کی طرف ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ چالیس دن کی تکمیل کے بعد دوشیزہ مایوس ہو گئی۔ اور نوجوان سے کہنے لگی۔ آخر وہ تعلق کیا ہے اور وہ پیکر حسن کون ہے جس نے تجھے میرے حسن سے بے نیاز کرایا نوجوان کہنے لگا وہ تعلق، تعلق باللہ اور وہ پیکر حسن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ بالا آخر وہ دوشیزہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی یہ تھا وہ تعلق باللہ اور عشق رسول جس نے اس نوجوان کو دوشیزہ کے حسن سے بے نیاز کر دیا۔ آج کے دور میں مسلم نوجوانوں پر مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار ہو رہی ہے۔ آج کے نوجوانوں کو تعلق باللہ اور عشق رسول اور محبت اہلبیت عظام علیہم السلام کی بجائے رقص و سرور میں مشغول کیا جا رہا ہے۔ اور جدت پسندی کے نام پر نوجوان نسل کے کردار سے شرم و حیا اور ادب چھنتا جا رہا ہے۔ نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ گانے و رقص کو مسلم تہذیب و ثقافت کا حصہ بنا کر روزانہ میڈیا کے ذریعے اسکی تشہیر کی جا رہی ہے۔ آج وہ نوجوان مرچکا ہے۔ جو چالیس دن تک اس حسینہ کے پر فریب جلوؤں کی بجائے جلوہ حق میں کھویا رہا' آج اسی تعلق باللہ اور عشق رسول و محبت اہلبیت اطہار علیہم السلام کی ضرورت ہے۔ جو آج کی نوجوان نسل کو مغربی بے حیائی کی یلغار سے بچا سکے۔ اور آج کے نوجوان نسل میں خیر القرون کے نوجوانوں کا کردار آشکار ہو سکے۔

۳۔ علم و عمل میں اخلاص

نوجوان نسل کا تیسرا کردار اخلاص کا ہے۔ یعنی نوجوان نسل جو بھی کام کرے خواہ اس کا تعلق حصول علم سے ہو یا عبادات و معاملات سے اپنا مقصد خالص رضائے الٰہی کو ٹھہرائے۔ اس میں کسی نام و نمود کی خواہش نہ ہو۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ہمیں اخلاص کی تعلیم ملتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں جناب سید الاولیاء و سیدۃ النساء العلمین کے عمل کو اخلاص قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے

یوفون بالنذر و یخافون یوما کان شرہ مستطیرا و یطعمون
الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا انما نطعمکم لوجه الله لا نرید
منکم جزاء ولا شکورا

وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جسکی برائی چھیلی ہوئی ہے۔ اور کھانا کھلاتے ہیں مسکین اور یتیم اور اسیر کو (اور ان سے کہتے ہیں) ہم تمہیں رضائے الٰہی کیلئے کھلاتے ہیں' ہم تم سے نہ اسکا کوئی بدلہ چاہتے ہیں۔ اور نہ تمہاری احسان مندی اور شکر گزاری۔

گویا جناب سید اولالیاء و سیدۃ النساء العلمین علیہما السلام نیک اعمال بجالاتے تھے۔ لیکن کسی سے صلے کی امید نہیں رکھتے تھے۔ اور صلہ اور جزاء فقط اپنے رب سے طلب کرتے تھے۔ اگر اللہ کی رضا و خوشنودی کی صورت میں نوجوان نسل بالخصوص اور دیگر عوام بالعموم رب کی رضا و خوشنودی اور عنداللہ اپنے اعمال کی مقبولیت چاہیں تو انہی ہستیوں کی پاک سنت پر عمل کرنا ہوگا۔ اخلاص نہ ہونے کی صورت میں اعمال کی ہیت کذائیہ اللہ کے حضور مقبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ محسن انسانیت علیہ الصلوہ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شخص کے خلاف فیصلہ سنایا جائے گا پھر اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ اور وہ انہیں تسلیم کرے گا۔ تب اللہ پوچھے گا کہ تم نے میری نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا۔ (یا اللہ میں تیری خوشنودی کی خاطر تیرے دین سے لڑنے والوں کے خلاف) جہاد کیا یہاں تک کہ میں نے اپنی جان دے دی اللہ فرمائے گا کہ تو نے صرف اس لیے جنگ کی کہ لوگ تجھے جری اور بہادر کہیں سو تجھے دنیا میں اسکا صلہ مل گیا۔ پھر حکم ہوگا کہ اس شہید کو منہ کے بل گھسیٹتے لے جاؤ۔ اور جہنم میں ڈال دو چنانچہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مشکوۃ)

حدیث رسول کی اس روایت کے ساتھ دو اور روایات بھی ہیں۔ جو مقصدیت کے حوالے سے ایک ہیں۔ اور تینوں روایتیں جس حقیقت کو وضاحت سے سامنے لاتی ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کے حضور اعمال صالحہ کی ظاہری شکل کو دیکھ کر کوئی نعمت نہیں ملے گی۔

بلکہ اعمال کی نیت اصلی یا حقیقی روح کو دیکھا جائے گا ایک اور مقام پر معلم انسانیت کا فرمان ہے۔

ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم

ترجمہ۔ بے شک اللہ پاک تمہاری صورت اور اموال کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

اخلاص کے بغیر کوئی لاکھ مرتبہ عمل کرے عنداللہ مقبول نہیں ہوگا۔ آج ہمارا یہی حال ہے کہ ہم اعمال تو بجالاتے ہیں لیکن ہمارے دلوں میں اللہ کی رضا و خوشنودی کی طلب نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے بندوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ مونث وہ بندہ جو صرف دنیوی منفعت کے حصول کیلئے عبادت بجالائے

۲۔ مخنث وہ بندہ جو جنت کے حصول اور دوزخ کے ڈر سے عبادت کرے۔

۳۔ مذکر وہ ہے جو عبادت نہ دنیوی اغراض کیلئے بجالائے اور نہ ہی خوف جہنم کی وجہ سے بجالائے۔ بلکہ اسکی عبادت کا مقصد فقط رضائے الہی ہو۔ قرآن مجید نے بندوں کی اس تیسری قسم کو رجال (مرد مومن) کہا ہے۔ خواہ بظاہر عورت ہی کیوں نہ ہو۔

امام زین العابدین علیہ السلام کے اس فرمان سے آپ کی دنیوی اور اخروی نعمتوں سے بے نیازی اور رضائے الہی کی نیاز مندی کا علم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ جب آپ نماز میں مالک یوم الدین پر پہنچتے تو آپ اس کو بار بار پڑھتے۔ اور آپ پر اس طرح کی کیفیت طاری ہوجاتی گویا آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی ہے۔

آج ہم صرف اہلبیت عظام علیہم السلام کی محبت کی بات کرتے ہیں۔ اور ان کی فضیلت بیان کرتے ہیں' لیکن ان کے فضائل کے فلسفے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ وہ عظیم شخصیتیں اپنی عافیت کو دین اسلام کی بقاء و احیاء کیلئے قربان کرتی تھیں' یہی وجہ ہے کہ اہلبیت میں سے اکثر نے جام شہادت نوش فرمایا۔ انکی محبت فضائل سے کس کو انکار ہے؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج ان کے کردار کو زندہ کیا جائے۔ ہمارے سلسلۃ الذہب کے عظیم صوفیاء کرام نے عالم اسلام کے دلوں پر اس لیے حکومت کی تھی کہ انہوں نے اہل بیت کے کردار کو زندہ کرکے دکھایا۔ اور اختلافات کے دھندوں میں نہیں پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کوئی ریسرچ سکالر یہ ثابت نہیں کرسکا کہ وہ فلاں مذہب یا فلاں مسلک کے حامی تھے۔ ہمارا اس بات پر ایمان و اعتقاد ہے کہ وہ کسی خاص امام کے مقلد نہ تھے۔ بلکہ وہ پیدا بیدا اور سینہ بہ سینہ آنے والی شریعت محمدیہ پر عمل پیرا تھے۔ وہ تو اپنی پہچان شریعت محمدیہ و دین محمدی کے حوالے سے کرانے پر فخر و انبساط محسوس کرنے والے تھے۔ آج ہماری نوجوان نسل کو بھی اختلافی مسائل میں الجھنے کی بجائے مجموعہ شریعت محمدیہ (**کما کانت فی زمانہ**) پر کاربند رہ کر اس پر عمل پیرا ہونے کو اپنے لیے فخر و سعادت سمجھنا چاہیے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں امت مسلمہ کے اتحاد و یکجہتی سے ہٹ کر کوئی بات مندرج نہیں ہے۔ ورنہ آپ دوسرے مسالک کی کتابوں کو پڑھیں تو انکے اپنے امام بھی کسی ایک مسئلے پر متفق نظر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ تمام امت مسلمہ کو اتحاد و اتفاق کی توفیق مرحمت فرمائے اور نوجوان نسل کو آج کے معاشرے میں علم و عمل اور اخلاص کا مثالی کردار پیش کرنے کی توفیق دے۔ آمین بحق سید المرسلین

بقیہ [illegible]

گر نبودے نالہ نے را اثر
نے جہاں را پر نہ کردے از شکر

نغمہ نے کا کوئی دیکھے اثر
ہے جہاں بھر کی فضا قند و شکر

(جاری ہے)

موت کا نشہ۔ سگریٹ نوشی

ڈاکٹر غلام نبی ناز

موجودہ دور میں انسانی صحت کے لئے سب سے بڑا خطرہ تمباکو نوشی ہے۔ پوری دنیا میں اس وقت تقریباً ساٹھ فیصد تمباکو نوشی کرنے والے افراد اپنے آپ کو رفتہ رفتہ موت کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

تمباکو دراصل نکوٹیانا (Nicotiana) کی پتیوں کو کہا جاتا ہے۔ جو انسان کو تحریک پہنچاتی ہیں۔ اور جسے ایک عمل کے بعد سونگھنے اور چبانے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ لفظ تمباکو اس پودے کا نام نہیں جس سے یہ حاصل کیا جاتا ہے۔ بلکہ تمباکو کی اصطلاح ہسپانیولا (Hispaniola) اسپین سے آئی ہے۔ جہاں تمباکو نوشی کے لئے ایک مخصوص آلہ استعمال کیا جاتا تھا۔ اس آلہ کو اوائی ڈو (Oviedo) نے 1935 میں بنایا تھا۔ لکڑی کا یہ کھوکھلا آلہ انگریزی حروف تہجی کے "Y" سے مشابہ تھا۔ جس کے اوپر کے دو سروں کو ناک کے دونوں نتھنوں میں ڈالا جاتا تھا۔ آخری سرے پر سلگتا ہوا تمباکو ہوتا تھا۔ جسے سونگھ کر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس آلے کو مقامی لوگ ٹاباکو (Tabaco) کہتے تھے

تمباکو نوشی سے پیدا ہونے والے امراض میں پھیپھڑوں، ہونٹ اور زبان کا کینسر، معدے کا السر کھانسی کے دورے پڑنا، قوت بینائی کا کم ہو جانا، ذات الریہ، اور دل کے تمام امراض وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان میڈیکل ریسرچ کونسل کے حالیہ سروے کے مطابق مردوں میں تمباکو کے باعث پھیپھڑوں کے کینسر عام ہیں۔ تقریباً دس سال قبل یہ بیماری چوتھے نمبر پر تھی۔ لیکن اس وقت یہ پہلے نمبر پر ہے دنیا کے ان ممالک میں جہاں سگریٹ نوشی زیادہ ہوتی ہے۔ وہاں نوے فیصد اموات پھیپھڑوں کے کینسر سے پچھتر فیصد تنفس کے امراض سے اور پچیس فیصد دل کے امراض سے واقع ہوتی ہیں۔ پھیپھڑوں کے کینسر کے ستانوے فیصد مریض تمباکو نوشی کی وجہ سے اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ پھیپھڑوں کے کینسر کا اصل سبب ٹار (Tar) کے وہ کیمیکل ہوتے ہیں۔ جو تمباکو کا اصل جزو ہیں۔ یہ کیمیکل پھیپھڑوں کی جھلی پر تہہ در تہہ جمتے چلے جاتے ہیں۔ اور انسانی صحت کو گھن کی طرح چاٹ جاتے ہیں۔ تمباکو نوش میں پھیپھڑوں کے کینسر کے امکانات غیر تمباکو نوش کے مقابلے میں پانچ سے دس گنا زیادہ ہوتے ہیں۔

فالج اور مرگی کے دورے پڑنے کا بھی ایک اہم سبب تمباکو نوشی ہے۔ زیادہ تمباکو نوشی کرنے والوں میں اس کا تناسب غیر تمباکو نوش کی نسبت ستر فیصد زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ تمباکو نوشی خون کی نالیوں کو سکیڑ دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے پھٹنے اور خون کے جمنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ پچانوے فیصد تمباکو نوش افراد پاؤں کی شریان کے امراض کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کو چلنے میں سخت درد اور تکلیف ہوتی ہے۔ اگر ایسے افراد پھر بھی تمباکو نوشی ترک نہ کریں تو انہیں داد کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں دل کے امراض میں حیرت انگیز اضافہ کا بھی اہم سبب تمباکو ہے۔ تمباکو میں موجود نکوٹین کے اجزاء دل کے عضلات کو نقصان پہنچانے کا سبب بنتے ہیں۔ جس کے باعث تمباکو نوش میں مرنے کے امکانات دگنا بڑھ جاتے ہیں۔ تمباکو نوش افراد میں کارنری آرٹری کے مرض کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ تمباکو نوشی کولسٹرول اور خون کے دباؤ کو بھی بڑھا دیتی ہے۔ تمباکو کے دھوئیں میں موجود کاربن مونو آکسائیڈ CO خون میں آکسیجن کی مقدار کو کم کر دیتی ہے۔ جبکہ دل۔ دماغ اور جسم کے تمام حصوں کو صحیح طرح سے کام کرنے کے لئے آکسیجن کی مناسب مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔

سگریٹ کے دھوئیں میں تقریباً پچیس سو مختلف اجزاء ہوتے ہیں۔ جن میں سے دو اجزاء نکوٹین اور کاربن مونو آکسائیڈ دل کی بیماریوں کا اہم سبب ہوتے ہیں۔ جب تمباکو نوش دھوئیں کو اندر پھیپھڑوں میں کھینچتا ہے۔ تو پچیس فیصد دھواں صرف چھ سیکنڈ میں دماغ تک پہنچ جاتا ہے۔ جو ہیروئن کی رفتار سے بھی دگنی ہے۔ اگر نکوٹین کے صرف ایک قطرے کو انسانی جسم میں انجکشن کے ذریعہ داخل کیا جائے۔ تو چند منٹوں میں موت واقع ہو جائے۔ نکوٹین ($C_{10} H_{14} N_2$) بے رنگ الکلی ہوتی ہے۔ دن میں ایک پیکٹ سگریٹ نوش کرنے والا شخص سالانہ پچاس ہزار سے ستر ہزار نکوٹین کے اجزاء جذب کرتا ہے۔

تمباکو نوشی سے صرف ان افراد کو خطرہ نہیں جو سگریٹ پیتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ تمباکو نوش کے اردگرد موجود تمام افراد کی صحت کو بھی اتنے ہی خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ تنفس کے ساتھ وہ فضا میں موجود سگریٹ کے دھوئیں کو بھی اندر لے لیتے ہیں۔ پانچ سگریٹ پینے والے شخص کا شمار ہیوی سموکر میں کیا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت دیگر منشیات سے ہلاک ہونے والوں کی کل تعداد تیس فیصد ہے۔ جبکہ شراب اور سگریٹ سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد ستر فیصد ہے۔ مگر اس کے باوجود سگریٹ نوشی کے تناسب میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ بچے خصوصاً نوجوان طبقہ سگریٹ کے پرکشش اشتہارات سے بہت جلد متاثر ہو جاتا ہے۔ بچے ہماری قوم کا سرمایہ ہیں۔ ہمیں انہیں تمباکو کی تباہ کاروں سے بچانا ہو گا۔ WHO کے مطابق اگر تمباکو نوشی کا موجودہ رجحان برقرار رہا تو ڈیڑھ سو ملین بچے تمباکو نوشی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے سبب مر جائیں گے۔

وہ تمباکو نوش خواتین جو حاملہ ہوتی ہیں، اس سے ان کے بچے پر بہت خراب اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جب حاملہ عورت سگریٹ پیتی ہے تو رحم (Uterus) میں بچہ بھی مضر صحت اجزاء کو جذب کرتا ہے۔ ماں نکوٹین اور کاربن مونو آکسائیڈ کو بچے کی خون کی نالیوں میں منتقل کر دیتی ہے۔ جس کے باعث بچے کو آکسیجن کی فراہمی کم ہو جاتی ہے۔ جو بچے کی دل کی رفتار کو بڑھا دیتی ہے۔ ایسی ماؤں میں قبل از وقت بچے کی پیدائش کے خطرات کے علاوہ بچے کا وزن کم ہوتا ہے۔ اور نومولود کثرت سے بیمار رہنے لگتا ہے۔

کیا آپ تمباکو نوشی چھوڑنا چاہتے ہیں؟

ماہرین کے مطابق دنیا میں تمباکو نوشی کرنے والے افراد کی سات قسمیں ہوتی ہیں۔ جن میں سے ساتوں یا پھر چند ایک قسموں کا تعلق ضرور تمباکو نوشی سے ہوتا ہے۔ شناخت کیجئے۔ کہ آپ کا تعلق کس قسم سے ہے؟

1 ۔ ممکن ہے کہ آپ کا شمار ان تمباکو نوشوں میں ہوتا ہو۔ جو مختلف سماجی تقریبات اور محفلوں میں اپنے اعتماد کو قائم رکھنا چاہتے ہوں۔ یا پھر آپ شرکائے محفل کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے پیتے ہوں۔ ہاتھوں میں تھامی ہوئی نکوٹین سے بھری سگریٹ آپ کو بھرپور اعتماد بخشتی محسوس ہوتی ہو۔ بعض اس قسم کی تمباکو نوشی کا آغاز عموماً بلوغت میں اس وقت ہوتا ہے۔ جب آپ کے اردگرد کے بڑے بزرگ والد یا بڑے بھائی وغیرہ سگریٹ پیتے ہوں۔

اس عادت سے چھٹکارا پانے کا آسان حل یہ ہے کہ آپ ایسی جگہوں پر جانے سے گریز کیجئے۔ جہاں آپ اپنی بڑائی کا تاثر دینا چاہتے ہیں۔ محفلوں سے یہ دوری عارضی ہو گی۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب آپ زیادہ پر اعتماد ہو جائیں گے اور اپنے اردگرد تمباکو نوشوں کے درمیان تمباکو نوشی نہ کرنے کی وجہ سے نمایاں نظر آئیں گے۔

2 ۔ دوسری قسم ان افراد کی ہوتی ہے۔ جو نفسیاتی طور پر سگریٹ یا انگلیوں کو منہ میں دبا کر تسکین حاصل کرتے ہیں۔ ایسے افراد کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دھوئیں کے مرغولے چھوڑتے رہتے ہیں۔ یا سگریٹ کی ڈبیہ یا لائٹر سے کھیلتے رہتے ہیں۔ سگریٹ سے کھیلنا یا سگریٹ پینا دونوں برابر ہیں۔ اس کے ساتھ اکثر افراد ناخن چبانے جیسے برے مرض میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں اس طریقہ کار سے پیچھا چھڑانے کے لئے آپ کوئی چھوٹا کھلونا یا ایسی ہی چیز ہاتھوں میں لے سکتے ہیں۔ اب آپ اپنے سگریٹ لائٹر۔ سگریٹ یا ڈبیا کو باہر پھینک دیجئے۔ اس مقصد کے لئے آپ ببل گم چبا کر بھی اپنے اضطراب کو کم کر سکتے ہیں۔

3 ۔ تیسری قسم ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو صرف لطف دوبالا کرنے کے لئے سگریٹ پیتے ہیں۔ جیسے خوشی یا تفریح کے لئے مثلاً سینما یا تھیٹر وغیرہ میں یا پھر خصوصاً اچھے کھانے کے بعد سگریٹ پی جاتی ہے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو دوہری خوشی پہنچانا چاہتے ہیں۔ اگر بطور انعام کچھ لینا ہی ہے۔ تو اپنی اچھی صحت کا انعام حاصل کیجئے نہ بری صحت کا اس مقصد کے لئے آپ اپنے آپ سے دس منٹ تک سگریٹ نہ پینے کا عہد کیجئے۔ اور ٹھیک دس منٹ بعد آپ اپنے آپ کو مبارکباد دیجئے کہ آپ نے دس منٹ تک سگریٹ نوشی نہیں کی۔ اس طرح واقعی آپ اپنے آپ کو اچھا انعام دیتے ہیں۔ کیونکہ تمباکو نوشی چھوڑنے سے جو بچت ہوتی ہے اس سے آپ اپنی وہ پسندیدہ اشیاء خرید سکتے ہیں۔ جو آپ پہلے نہیں خرید پاتے تھے۔

4 - بہت سے لوگ غم یا اعصابی تناؤ کو دور کرنے کے لئے ڈھیروں تمباکو نوشی کرتے ہیں - وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ پرسکون ہو جاتے ہیں - طبی رپورٹ کے مطابق ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے - عموماً اس کے برعکس ہوتا ہے - بہت سے افراد محض ایک سگریٹ سے ہی تسکین حاصل کرتے ہیں - اس کی وجہ محض نفسیاتی ہے کیونکہ وہ خود ایسا سمجھتے ہیں - لہٰذا سگریٹ پی کر وہ پرسکون ہو جاتے ہیں - اس عادت کو دور کرنے کے لئے مختلف انواع کی تنفسی اور اعصاب کو پرسکون رکھنے والی ورزشوں سے اس عادت پر قابو پایا جا سکتا ہے -

5 - تمباکو نوشی کرنے والے بہت سے خواتین و حضرات اپنی توجہ مرکوز کرنے، سوچنے، تھکن اتارنے یا بوریت سے بچنے کے لئے تمباکو کا سہارا لیتے ہیں - حالانکہ وہ اس سے بہتر تدابیر بھی اختیار کر سکتے ہیں -

نکوٹین کے مضر اثرات میں سے ایک نمایاں اثر صحت پر یہ بھی پڑتا ہے کہ زیادہ سگریٹ پینے والے افراد کی یکسوئی اور توجہ طبی طور پر کم ہو جاتی ہے - ایسے افراد نیند میں بھی بے آرام رہتے ہیں - اگر آپ کا تعلق اس قسم کے افراد میں سے ہے، تو آپ کو چاہئے کہ اپنے بیکار وقت میں اپنے ان کاموں کا شیڈول ترتیب دیں جو آپ کو کرنے ہیں یا اپنے ادھورے کام مکمل کریں - بوریت دور کرنے کے لئے اچھی کتابوں کا مطالعہ کریں - اور ذہنی کھیل کھیلیں جلد ہی آپ اس عادت سے چھٹکارا پا لیں گے -

6 - اگر آپ کا شمار ان افراد میں ہوتا ہے جو تمباکو نوشی چاہنے کے باوجود نہیں چھوڑ پا رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ زہریلے نشے کے عادی ہو چکے ہیں - یہ بات اب ثابت ہو چکی ہے - کہ نکوٹین نشہ آور دوا ہے، لیکن اس نشے کو تھوڑی سی محنت اور ہمت کے بعد چھوڑا جا سکتا ہے - اس عادت کو چھڑانے کے لئے آپ کو اپنے ڈاکٹر کے مشورے پر عمل کرنا ہوگا - ہو سکتا ہے کہ وہ نکوٹین چیونگ گم چبانے کا مشورہ دے - جو کم از کم سگریٹ کے مضر اثرات سے بہت بہتر ہے - سگریٹ چھوڑنے سے آپ کچھ عرصہ کے لئے اعصابی تناؤ اور چڑچڑا پن وغیرہ کا شکار تو ضرور ہوں گے لیکن ماہ ڈیڑھ ماہ بعد آپ بالکل نارمل ہو جائیں گے بلکہ مزید تندرست اور ہشاش بشاش ہو جائیں گے - بہت سے افراد سگریٹ کے اس قدر عادی ہوتے ہیں کہ انہیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب انہوں نے پیکٹ میں سے سگریٹ نکال کر سلگائی وہ اس معاملے میں قطعاً بے بس ہوتے ہیں - اگر آپ کا شمار بھی اسی قسم کے افراد میں ہوتا ہے - تو آپ کو چاہئے کہ آپ سگریٹ کے بالکل قریب نہ جائیں - بلکہ سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر اپنی جیب سے نکال کر پھینک دیں ایسے دوستوں محفلوں اور جگہوں پر جانے سے گریز کریں - جہاں سگریٹ پی جاتی ہے - اگر کہیں اتفاقاً آپ کسی محفل میں چلے گئے جہاں بہت سے افراد تمباکو نوشی کر رہے ہوں تو آپ ان کی طرف دیکھیں بھی نہیں - کیونکہ اگر آپ نے سگریٹ کو دیکھ بھی لیا تو پھر آپ اسے پینے پر مجبور ہو جائیں گے -

بقیہ آپ کے مسائل

دس دن کا عرصہ گزارنے سے پہلے اس بیوہ کے ساتھ شادی رچانے کے نتیجے میں جنم لینے والا بچہ -

6 - ٹیسٹ ٹیوب بے بی - جبکہ نطفہ اس کے شوہر کے سوا کسی غیر کا ہو خواہ وہ معلوم ہو یا نہ ہو -

پہلی پانچ صورتوں میں جنم لینے والے اولاد زنا کہلاتے ہیں - معاشرے میں ان کو ایک مخصوص حیثیت یہ دی گئی ہے کہ وہ جس قدر بھی عالم فاضل بن گئے ہوں وہ نماز کی امامت کے اہل نہیں سمجھے جائیں گے - البتہ وہ بھی ایک قسم کی اولاد تو ہیں لہٰذا وہ ارث کے حقدار ٹھہریں گے - کیونکہ قرآن پاک میں مطلق اولاد کے لئے ارث ملنے کا ذکر موجود ہے اور ارث کا حقدار ہونے کے لئے ولد نکاح کی کوئی شرط قرآن میں مذکورہ نہیں - قرآن کا اعلان **یو صیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین**

اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم صادر فرماتا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصے کے برابر حصہ ملے گا - اللہ پاک نے اس آیۂ مبارکہ میں اولاد زنا کو ارث کے حقدار اولاد سے مستثنیٰ نہیں کیا ہے - قرآنی اعلان **ان الارض یرثھا عبادی الصلحون** کا تعلق اولاد کو ملنے والے ارث سے نہیں ہے -

امید ہے کہ محترم حاجی غلام مہدی صاحب اور محترم فدا علی صاحب اپنے اپنے سوالات کے جوابات سے ضرور مطمئن ہوں گے - واللہ اعلم بالثواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

ابوالعرفان محمد بشیر

اس عنوان کے تحت لوگوں کو درپیش مسائل کا حل شائع کیا جاتا ہے۔ اس شمارے میں چار سوالات کے جوابات شائع کئے گئے ہیں۔ پہلے دو سوالات حاجی غلام مہدی براہ والے مقیم سعودی عرب کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اور آخری دو سوالات محترم فدا علی صاحب حال مقیم شگر اسقولی کے ارسال کردہ ہیں۔

سوال: ایک شخص نے سال کے گزرنے پر روپے کی زکواۃ ادا کر دی۔ تو کیا جتنے روپوں کی زکواۃ ادا کر دی گئی ہے، ان روپوں پر دوبارہ زکواۃ آئے گی یا کہ نہیں؟

سائل حاجی غلام مہدی

جواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم روپے کی زکواۃ کا تعلق بھی سونا اور چاندی کی زکواۃ کے ساتھ ہے۔ لہذا ایک بار زکواۃ کی ادائیگی سے وہ سبکدوش نہیں ہوگا۔ جب بھی سال گزر جائے تو دوبارہ زکواۃ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اور روپے کی زکواۃ بھی سونا اور چاندی کی زکواۃ کی طرح سال کے گزرنے پر واجب ہوتی ہے لہذا جب تک روپے کا نصاب باقی رہیگا اس پر سال گزرتے ہی زکواۃ آتی رہے گی۔ یہی سلسلہ جاری رہتے رہتے جب آدمی کے پاس پچاس روپے سے کم روپے باقی رہ جائیں تو زکواۃ نہیں آئے گی کیونکہ روپے کی زکواۃ کی کم از کم حد پچاس روپے کی ہے۔ لہذا پچاس کی حد تک سال بسال زکواۃ آتی رہے گی۔

سوال: اگر کسی کے پاس غیر ملکی کرنسی موجود ہو اس پر زکواۃ کی کیا صورت ہوگی۔

سائل حاجی غلام مہدی

جواب: غیر ملکی کرنسی رکھنے والوں کے لئے بھی زکواۃ کی ادائیگی واجب ہے اور اس کا اندازہ ملکی کرنسی میں ہی لگایا جائے گا۔ اگر غیر ملکی کرنسی پچاس روپے یا اس سے زیادہ ہے تو سال کے گزرنے پر غیر ملکی کرنسی کو ملکی کرنسی میں تبدیل کر کے ملکی کرنسی کی صورت میں اس کی زکواۃ ادا کی جائے گی۔ ہر پچاس روپے پر سوا روپیہ (یعنی ایک روپیہ پچیس پیسے) کی زکواۃ واجب ہوگی۔ اس حساب سے سو روپے پر زکواۃ ڈھائی روپے، ایک ہزار روپے پر زکواۃ پچیس روپے اور ایک لاکھ روپے پر زکواۃ پچیس سو روپے واجب ہوگی۔

سوال: اسلام میں کتنی بیویاں رکھی جا سکتی ہیں جبکہ ایک شخص کی سات بیویاں موجود ہیں؟

سائل فدا علی حال سگر اسقولی

جواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اسلام میں شرعاً صرف چار بیویاں رکھی جا سکتی ہیں۔ جس شخص کی سات بیویاں موجود ہوں۔ اس کی پانچویں، چھٹی اور ساتویں یعنی چار بیویوں کے بعد اس کی پانچویں شادی، چھٹی شادی اور ساتویں شادی گویا آخری تین شادیاں بدکاری پر مبنی ہیں۔ ان تینوں کے ساتھ اس کا جنسی رابطہ شرعاً زناکاری ہے۔ از روئے شریعت محمدیہ اس شخص کو سنگسار کرنا واجب ہے۔ اور اس کی آخری تینوں گرل فرینڈز میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ بشرطیکہ کسی شرعی عدالت میں اس کا ثبوت شرعاً ہو جائے۔

سوال: شرعاً حرام طریقے سے جنم لئے ہوئے بچوں کا کیا بنے گا؟

سائل فدا علی حال شگر اسقولی

جواب: شرعاً حرام طریقے سے جو بچہ جنم لیتا ہے اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً

1 - بدکاری کے نتیجے میں جنم لینے والا بچہ۔

2 - چار سے زائد بیویوں کے بچے۔

3 - کسی کی بیوی کو اغوا کر کے اس کے ساتھ جنسی رابطہ کرنے کے نتیجے میں جنم لینے والا بچہ۔

4 - کسی مطلقہ سے عدت کے دوران یعنی عدت ختم ہونے سے پہلے نکاح کیا گیا اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والا بچہ۔

5 - کسی بیوہ کے ساتھ اس کے شوہر کی عدت وفات گزرنے سے پہلے یعنی اس کے شوہر کی وفات کے بعد چار ماہ

باقی صفحہ ۲۷

تصوف کیا ہے؟

لیاقت علی خان

۱۔ تصوف ایک ایسی صفت ہے جس میں بندہ قائم ہے ۔ یہ حقیقتاً خدا کی صفت ہے لیکن رسمی طور پر بندے کی صفت بن جاتی ہے۔

(جنید بغدادیؒ)

۲۔ صوفی جب بولتا ہے تو اس کا کلام حقیقت حال سے بالکل واضح ہو جاتا ہے اور جب وہ خاموش ہوتا ہے تو دنیاوی تعلقات سے اس کے انقطاع کو اس کی طرف سے اس کے اعضاء بیان کرتے ہیں۔

(ذوالنون مصریؒ)

۳۔ تصوف نفس کی تمام لذتوں کو چھوڑ دینا ہے۔

(ابوالحسن نوریؒ)

۴۔ صوفیہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی ارواح بشریت کی کدورت سے آزاد اور نفسانی خواہشات سے پاک و صاف ہو گئی ہیں اور اس طرح خواہشات سے نجات پا کر حق تعالیٰ کے حضور صف اول میں اور اعلیٰ مقام میں آرام پانے کی سعادت حاصل کر چکی ہیں۔

(ابوالحسن نوریؒ)

۵۔ صوفی وہ ہے کہ اسکے قبضہ میں کوئی چیز نہ ہو اور وہ خود بھی کسی غیر اللہ کی ملکیت نہ ہو۔

(ابوالحسن نوریؒ)

۶۔ تصوف ایک ایسی حقیقت ہے جس کی کوئی ظاہری رسم نہیں ہے۔

(ابن جلاءؒ)

۷۔ تصوف یہ ہے کہ موجودات کو نقصان کی نگاہ سے دیکھا جائے بلکہ ان سے آنکھ بند کر لی جائے۔

(ابو عمرو دمشقیؒ)

۸۔ تصوف مخالفت کی کدورتوں سے دل اور باطن کو پاک رکھنا ہے۔

(حصریؒ)

۹۔ تصوف، خوش خلقی کا نام ہے پس جو شخص خوش خلقی میں تجھ سے زیادہ ہے وہ تصوف میں بھی تجھ سے زیادہ ہے۔

(امام محمد باقرؒ)

۱۰۔ صوفی وہ ہے جس کا مقصد اس کے قدم کے ساتھ ساتھ رہے

(ابو محمد مرتعشؒ)

۱۱۔ صوفی دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا۔

(شبلیؒ)

۱۲۔ تصوف کی آٹھ خصلتیں ہیں ۔ سخاوت رضا، صبر، اشارہ، غربت، صوف پہننا، سیاحت اور فقر۔ سخاوت حضرت ابراہیمؑ کا شیوہ ہے۔ رضا حضرت اسماعیلؑ کا خاصہ ہے۔ صبر حضرت ایوبؑ کی خصلت ہے۔ اشارہ حضرت ذکریاؑ کی رمز ہے۔ غربت حضرت یحییٰؑ کا وصف ہے۔ سیاحت حضرت عیسیٰؑ کی اقتدا ہے۔ صوف پہننا حضرت موسیٰؑ کی اتباع ہے۔ اور فقر حضرت محمدؐ کی اطاعت ہے۔

(جنید بغدادیؒ)

۱۳۔ صوفی وہ ہے جو اپنے عدم کے بعد موجود نہ ہو اور اپنے وجود کے بعد معدوم نہ ہو۔

(حصریؒ)

۱۴۔ تصوف یہ ہے کہ صوفی اپنے ظاہر و باطن کو نہ دیکھے بلکہ سب کچھ حق تعالیٰ کے لئے دیکھے۔

(علی بن بندار الصیرفیؒ)

۱۵۔ تصوف یہ ہے کہ صوفی کے تمام حالات حق کے ساتھ وابستہ ہوں۔

(محمد بن احمد المقریؒ)

۱۶۔ تصوف تمام کا تمام ادب کا نام ہے۔ ہر وقت مقام اور حال کے لئے آداب ہیں جو شخص اوقات کے آداب بجالانے کو اپنے اوپر لازم کرلے وہ مردان تصوف کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے اور جو آداب کو ضائع کر دے وہ اس درجہ سے دور ہوتا ہے۔ اس حیثیت سے کہ اپنے آپ کو بہت قریب سمجھتا ہے اور اس حیثیت سے مردود ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو مقبول بارگاہ الٰہی سمجھتا ہے۔

(ابو حفص حداد نیشاپوریؒ)

سامراج اور اسلام

غلام مہدی بیگو

سامراج کیا ہے؟

سامراج کی مختصر تعریف یہ ہے کہ یہ کسی ریاست کا غیر علاقے اور غیر اقوام پر ایسا ناجائز تسلط ہے جس کے ذریعے اس علاقے کے وسائل کو وہاں کے عوام کی مرضی کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے تاکہ اپنے ملک کے باشندوں کا معیار زندگی بلند ہو سکے۔

سامراجی ممالک میں برطانیہ۔ فرانس۔ جرمنی۔ روس اور امریکہ سرفہرست ہیں ان ملکوں نے ہمیشہ دوسرے ملکوں پر قبضہ کیا اور وہاں کے عوام الناس کا استحصال کیا اور اپنی نظریات وہاں ٹھونسنے کی کوشش کی۔ ان ممالک نے پسماندہ ملکوں کو آپس میں تقسیم کیا۔ تاکہ اپنی تجارت کے لئے منڈی کی ضرورت کو پورا کر سکیں۔ سامراجی ممالک مختلف پسماندہ ممالک کو آپس میں لڑوا کر اپنا مقصد پورا کرتے ہیں مجھے یہاں سامراجیت پر تفصیلی بحث نہیں کرنی ہے بلکہ اسلام کے خلاف ہونے والے سامراجی استحصال کو اجاگر کرنا ہے۔

سترھویں اور اٹھارہویں صدی میں سامراجی ممالک آپس میں لڑنے لگے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے یا اپنے ملک کو عظیم سے عظیم تر بنانے کے خواب کے نتیجے میں پہلی جنگ عظیم رونما ہوئی اس جنگ میں دو فریق تھے اتحادی اور محوری گروپ۔

اتحادی گروپ: اس میں برطانیہ۔ روس۔ جاپان اور امریکہ شامل تھے۔
محوری گروپ: اس میں جرمنی۔ آسٹریا۔ ہنگری۔ ترکی۔ بلغاریہ شامل تھے۔

پہلی جنگ عظیم میں عربوں نے خلافت عثمانیہ سے بغاوت کر دی اور اتحادیوں نے عراق اردن شام اور فلسطین پر قبضہ کر لیا برطانیہ نے عربوں کو لالچ دیا تھا کہ جنگ جیتنے کی صورت میں ہم تمہیں خلافت عثمانیہ سے آزاد کر دیں گے اس طرح برطانیہ اپنی چال باز حکمت عملی کی بدولت مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑوانے میں کامیاب ہو گیا۔ جرمنی کی شکست کو دیکھتے ہوئے امریکی صدر ولسن نے 18 جنوری 1918ء کو اپنا مشہور زمانہ چودہ نکاتی فارمولا پیش کیا۔ اور جرمن افواج نے ہتھیار ڈال دیے۔ صدر ولسن کے چودہ نکات میں ترکی (خلافت عثمانیہ) کے اقتدار کے تحفظ کی ضمانت شامل تھی مگر جنگ کے بعد یورپی ممالک نے ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور وہاں کے سیاسی اور معاشی امور کو برطانیہ۔ فرانس اور اٹلی نے اپنے کنٹرول میں لے لیا۔

یہود کی سامراجیت:

1982ء میں یہودیوں کو کسی ایک مملکت میں بسانے کا تصور ایک روسی یہودی لیڈر لیون پنکر نے پیش کیا۔ اس کے بعد 1817 میں سوئزرلینڈ میں ایک عالمی یہودی کانفرنس بلائی گئی۔ اس کانفرنس میں دو سو چار یہودی مندوبین نے شرکت کی۔ انہوں نے یہودی حقوق اور ایک یہودی ریاست کے قیام کے لئے جدوجہد کا عزم کیا اور ان کی نظر فلسطین اور بیت المقدس پر لگی ہوئی تھی۔ بہرحال پہلی جنگ عظیم 1914 میں رونما ہوئی۔ اس وقت یہودی لیڈروں نے برطانیہ اور جرمنی دونوں سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بالآخر 1917 میں یہودی لیڈر ڈاکٹر وائزمین اور برطانیہ کے وزیر لارڈ بالفور کے مابین ایک خفیہ معاہدہ ہوا جسے Relationnat of 1917 کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس معاہدے کے بعد برطانیہ نے یہودیوں کو فلسطین میں بسانے کے لئے پشت پناہی فراہم کی اور ہٹلر نے جتنے یہودیوں کو بھگایا تھا ان سب کو فلسطین میں لا کر بسایا 1920 میں برطانیہ نے وعدے کے تحت پہلے سال کوئی سولہ ہزار پانچ سو کے قریب یہودی یورپ اور دوسرے ممالک سے لا کر فلسطین میں آباد کئے اور 1934 تک یہودیوں کی آبادی فلسطین میں تقریباً کوئی تین لاکھ کے قریب پہنچ گئی یہ سلسلہ جو برطانیہ اور امریکہ کے سیاسی گٹھ جوڑ کی وجہ سے شروع ہوا دوسری جنگ عظیم 1945 تک جاری رہا۔

یہودیوں نے جنگ عظیم دوم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برطانیہ سے اس امر کی اجازت لے لی کہ فلسطین میں ایک یہودی بٹالین تیار کی جائے جو کہ ہٹلر کے خلاف لڑے۔ برطانیہ نے اس سنہری موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا چنانچہ فلسطین کے برطانوی رجمنٹ میں ایک یہودی بٹالین تشکیل دیا گیا اور دوسری طرف یہودی لیڈر امریکہ کو اپنا ہم نوا بنانے میں لگے رہے جس کے باعث امریکہ میں موجود بڑے بڑے کروڑ پتی یہودیوں نے ان لیڈروں کا ہاتھ بٹایا۔ یوں دوسری جنگ عظیم کے دوران عالمی یہودی تحریک کی قیادت

امریکی یہودیوں کے ہاتھ میں آگئی جنگ کے اختتام پر دو اہم واقعات رونما ہوئے۔

1) امریکی حکومت یہودی تحریک کی ہم خیال ہو گئی۔

2) فلسطین میں باقاعدہ یہودیوں کی فوج تیار ہو گئی۔ اس طرح امریکہ اور برطانیہ کے گٹھ جوڑ اور پشت پناہی کی وجہ سے 14 مئی 1868 کو فلسطین میں اسرائیلی حکومت کی تشکیل پایہ تکمیل کو پہنچی۔ سامراج کا ناجائز بچہ اسرائیل جب سے معرض وجود میں آیا ہے آج تک امریکہ برطانیہ اور فرانس اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اسرائیل نے ان ممالک کے ایما پر مسجد اقصیٰ کو آگ لگائی ان کے اشارے پر لبنان۔ فلسطین۔ بوسنیا وغیرہ میں آج بھی دہشت گردی کر رہا ہے اور انسانیت کا پروپیگنڈہ کرنے والی اقوام متحدہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے کویت یا عراق کی جنگ ہو یا ایران عراق کی جنگ۔ افغانستان یا روس کی جنگ ہو یا القدس کشمیر۔ قبرص اور لبنان کا مسئلہ یہ سب سامراجی طاقتوں کے پیدا کردہ ہیں تاکہ ان کی اپنی دکان چلتی رہے اور دنیا بے شک بے سکون ہو اس وقت تقریباً 45 اسلامی ممالک آزاد ہیں اور دنیا کی 5 ارب آبادی میں سے تقریباً ایک ارب آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور 45 اسلامی ممالک تقریباً اقوام متحدہ کے ممبر بھی ہیں مگر آپس کی نااتفاقی کے باعث اور دوسری سپر طاقتوں کو خوش رکھنے کے لئے وہ اپنے ووٹ ضائع کر رہے ہیں۔

آج امریکہ ۔ برطانیہ ۔ فرانس ۔ روس ۔ چین Veto power کا استعمال کرتے ہیں۔ باقی سب نمائندے تماشائی بنے ہوتے ہیں۔ یہ دنیا کو بے وقوف بنانے والی بات ہے جب کہ مسلمانوں کو اپنے سیاسی ۔ مذہبی ۔ معاشی ثقافتی نظریات پر مشتمل ایک اسلامی اقوام متحدہ بنانے کی ضرورت ہے اور جب تک مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع نہ ہوں گے اس وقت تک ذلت پستی اور خواری میں رہیں گے کیونکہ اگر ہم ماضی کی اوراق گردانی کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر مشکل وقت میں سامراجی ممالک (مغربی ممالک) نے مسلمانوں کو نقصان کے سوا کچھ نہ دیا اور بیشتر اسلامی ممالک کی حکمران جماعتوں میں ہمیشہ یہ خامی رہی ہے کہ وہ انہی سپر طاقتوں کو خوش رکھنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہوتی ہے حالانکہ اسلام میں جابر ظالم اور فسق و فجور میں مبتلا حکمرانوں سے جہاد فرض ہے ہمارے اکثر حکمرانوں نے احکام دین کو بھلا دیا ہے۔

موجودہ صدی کے آخر میں ایک خوش آئند بات یہ ہے کہ پاکستان ، ایران ، عراق ، کویت ، افغانستان ، عرب امارات ، ترکمانستان ، تاجکستان ، آذربائی جان وغیرہ پر مشتمل ایک اسلامی بلاک بنتا نظر آ رہا ہے۔ یہ سنہری موقع ہے کہ دانشور، مفکر، علماء، طلبا، عوام الناس فرقہ ورانہ تعصبات کو ختم کر کے ایک اسلامی تحریک کا آغاز کریں کیونکہ اس خطہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام قدرتی وسائل سے مالا مال کر رکھا ہے اور اسلامی حکماء کو چاہئے کہ ایک وسیع سوچ لے کر سامراجی طاقتوں کے خلاف جدوجہد کا آغاز کریں۔

بقیہ تزکیہ نفس

خواہشات کو پہلے محدود کر دیا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ انہیں ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے سب سے موثر چیز اعتکاف، چلہ کشی اور اربعین نشینی ہے جو ہمارے بزرگوں کا پسندیدہ عمل رہا ہے۔ بزرگان صوفیہ اعتکاف اور دیگر عبادات و ریاضات کے مختلف مراحل سے گزرتے تھے تاکہ روح صحیح تربیت پر پروان چڑھے اور صوفی کو روحانی معراج حاصل ہو سکے۔ (اعتکاف کے بارے میں الفقہ الاحوط میں مفصل مسائل و احکام مندرج ہیں۔ لہذا وہاں رجوع کیا جائے۔) وہ چلہ کشی کے ذریعے نفس امارہ کی تذلیل کرتے۔ خواہشات نفسانی پر قابو کرتے۔ اور و جاهدو فينا لنهد ينهم سبلنا کی روشنی میں خوب مجاہدہ کرتے اور شب و روز يايها الذين امنوا اذكروا الله ذكراً كثيرا کی صدائے قرآن پر لبیک کہتے ہوئے ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ذکر کے طریقے، آداب و لوازمات مرشد زمانہ سے حاصل کرتے۔ اور ہمہ وقت تزکیہ نفس میں لگے رہتے تھے۔

تزکیہ نفس کا ابتدائی دور ارادت کہلاتا ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں مرید بلاچون و چرا شیخ کی ہدایت پر عمل پیرا ہوتا ہے۔

دوسرا دور تلوین کہلاتا ہے جس میں سالک ایک منزل سے دوسری اور دوسری سے تیسری منزل کی طرف ترقی پاتا ہے اور ایک حال سے دوسرے حال میں داخل ہوتا ہے۔ یہ ادوار انتہائی محنت و مشقت کے ہوتے ہیں۔

باقیہ خطوط

18 ۔ نوائے صوفیہ کی ماہانہ اشاعت شروع کرنے پر تنظیم ہذا کی جانب سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی اس مذہبی خدمت کے سلسلے کو بحسن و خوبی جاری رکھیں گے۔

باقی تنظیم فلاح وبہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرمک کراچی یونٹ کے تمام اراکین رسالہ ہذا سے وابستہ حضرات کے مذہبی جذبے وانتھک محنت ولگن کی قدر کرتے ہیں اوران کی اس قابل قدر کامیابی پرہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔

محمد حسن دلشاد، صدر
تنظیم فلاح وبہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ
سرمک کراچی یونٹ

14 ۔ نوائے صوفیہ ماہ ستمبر کاشمارہ پڑھنے کاشرف حاصل ہوا۔ یہ بہت معیاری اور عام فہم تھا۔رسالہ کو ماہنامہ بنانے پر میری طرف سے مبارک باد قبول کریں۔یہ ملت نوربخشیہ کا واحد ترجمان اور ہر دلعزیز رسالہ ہے جو ہماری دینی کتابوں کی عدم دستیابی اور علمائے کرام کی کمی کاازالہ کر کے نوربخشی عوام کو خواب غفلت سے جگانے کا مبارک فریضہ انجادے رہا ہے۔ برادران ملت سے گزارش ہے کہ وہ اس ادارہ سے حتی الامکان تعاون کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ اس رسالہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطافرمائے۔آمین

محمد ایوب ہوشیاری دم ہی کلام دہم
انوری شہید ہائی سکول دم سم

19 ۔ اراکین ارادت اور قلم کاروں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ نوائے صوفیہ کو ماہنامہ کی حیثیت حاصل ہوئی۔نوائے صوفیہ ملت نوربخشیہ کاواحد رسالہ ہے جو نوربخشی عقائد کاپرچار اور نوجوان نسل کو دین سے ہم آہنگ رکھنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔رسالہ بہت معیاری ہوتا جارہا ہے۔ صرف وقت کی پابندی کاخیال رکھیں۔دیر سے شائع ہونے پر ہمیں پریشانی لاحق ہوتی ہے۔

غلام عباس انصاری دم کی طالب علم
انوری شہید ہائی سکول دم سم

20 ۔ نوائے صوفیہ کا تازہ شمارہ ملا۔بڑی خوشی ہوئی۔آئندہ بھی میرے نام رسالہ پابندی سے بھیجا کریں۔شکریہ

اخون علی مدرس ولد اخون ابراہیم
شگر کیا ہونگ

21 ۔ قارئین کی خواہش کے مطابق نوائے صوفیہ کو ماہانہ بنانے پر میں آپ سب اور تمام قارئین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔کیونکہ اراکین کی انتھک محنت اور قارئین کے تعاون نے ہی یہ موقع فراہم کیا۔تاہم جناب علامہ صاحب، جناب غلام حسین معروفی صاحب اور غازی محمد نعیم صاحب کے ہم شکرگزار ہیں۔جن کی کوششوں کے بغیر اتنی بڑی کامیابی ممکن نہ تھی۔اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کا صلہ دے اور حامی و ناصر ہو۔علی احمد قمر صاحب اس بار بھی غیر حاضر تھے۔ان کی نعت کا انتظار رہے گا۔

اختر حسین دلشاد
جنرل سیکرٹری ندوہ اسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ کراچی

22 ۔ میں نوائے صوفیہ سے وابستہ ہر فرد کو از تہہ دل مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ بعض عناصر کی مخالفت کے باوجود انہوں نے ہمت ہارے بغیر پابندی سے رسالے کی اشاعت جاری رکھی جو کہ کراچی سے بلتستان تک کے علم دوست اور متلاشی حق پروانوں کی تسکین روح کا باعث ہے۔میری دعا ہے کہ ادارہ مزید ترقی کی بلندیوں کو چھوئے۔آمین

محمد یوسف نورانی تھلوی
سابق مرکزی صدر این وائی ایف پاکستان

23 ۔ یہ علاقے کی سب سے بڑی اور فری لائبریری ہے۔آپ کی مطبوعات لائبریری میں پاکر نہ صرف ہمیں بلکہ قارئین حضرات کو بھی خوشی محسوس ہوگی۔

اعزازی سیکرٹری
محمد بن قاسم لائبریری، سجاول ضلع ٹھٹھہ

باقی صفحہ ۲۴ پر

دنیائے تصوف کی خبریں

بی اے معروفی

غوث المتاخرین کا یوم وفات

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان مرکز کے زیر اہتمام غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش علیہ رحمۃ اور پیر طریقت حضرت سید عون علی الموسوی کی وفات کے سلسلے میں فاتحہ خوانی کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ محمود آباد کراچی میں بروز جمعہ مورخہ 11 نومبر 1994ء منعقد ہوا۔ جلسے کی تیاری ایک ہفتہ قبل سے این وائی ایف کے مرکزی ورکنگ کمیٹی کے نوجوانوں نے شروع کی تھی۔ اور شہر میں جگہ جگہ پوسٹر لگادیے تھے۔ جلسے میں علمائے کرام و مشائخ اور معزز مہمانوں کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ شہر کے حالات ناسازگار ہونے کے باوجود شاہ سید کے عقیدت مندوں نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر شہر کے دور دراز علاقوں سے جلسے میں شرکت کر کے اس کو کامیاب بنانے اور باشعور نور بخشی ہونے کا ثبوت دیا۔

جلسے کا آغاز جناب قاری حافظ ذاکر حسین ثاقب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب محمد باقر جمائی نے سرانجام دیے۔ اس جلسہ کی صدارت حسن شاہ شگری ایڈووکیٹ نے کی۔ اور مہمان خصوصی این وائی ایف پاکستان کے کونسل آف گائیڈنس کے چیئرمین جناب کرنل غلام حیدر صاحب تھے۔ جلسہ سے نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کے مرکزی صدر جناب محمد باقر دارا صاحب نے اپنے خطاب میں این وائی ایف کے اغراض و مقاصد اور آئندہ پروگرام کے بارے میں عوام الناس کو آگاہ کیا۔ دیگر مقررین میں مولانا عبدالعلیم صاحب، مولانا علی حسن صاحب، شیخ سکندر صاحب، سید حسن شاہ شگری اور کرنل (ریٹائرڈ) غلام حیدر شامل تھے۔ مقررین نے اپنے اپنے خطاب میں سید العارفین غوث المتاخرین حضرت شاہ سید محمد نور بخش رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عون علی الموسوی المومنین مرحوم کے حالات زندگی اور امت مسلمہ کی ملی و دینی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور حضرت شاہ سید محمد نور بخش کی تالیف کردہ کتاب فقہ الاحوط کے مسائل سے حاضرین کو آگاہ کیا اور آپس میں اتحاد و اتفاق کی تلقین کی۔

جلسہ کے اختتام پر معزز مہمانوں نے کامیاب جلسے کے انعقاد پر این وائی ایف پاکستان کے مرکزی کابینہ اور ورکنگ کمیٹی کو مبارکباد پیش کی۔

آخر میں این وائی ایف کی جانب سے نامساعد حالات کے باوجود جلسہ میں شرکت پر تمام شرکا۔ اجلاس کا شکریہ ادا کیا گیا۔

اطلاع دہندہ

محمد یعقوب براوی
مرکزی پریس سیکرٹری
این وائی ایف پاکستان، کراچی

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور کا اجلاس

آج مورخہ 23 ستمبر 1994ء بعد از نماز جمعہ صدارت انجینیئر سید اکبر علی چیئرمین کونسل آف گائیڈنس نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور کے این وائی ایف پنجاب یونٹ کی میٹنگ ہوئی جس میں شرکا۔ نے نوائے صوفیہ کی مجلس ادارت کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اس واحد عظیم رسالے کو ماہنامہ بنایا اور یوں تمام نوجوانوں کی عموماً اور تعلیم یافتہ طبقے کی خصوصاً دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ مزید برآں اس دفعہ کتابت اور چھپائی بھی کافی معیاری ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ماہنامہ نوائے صوفیہ کا پہلا شمارہ ہاتھوں ہاتھ بک گیا بلکہ کم پڑ گیا۔

اجلاس میں کتاب نور المومنین جو ایک نایاب کتاب اور نور بخشی مکتب فکر کا ایک نادر سرمایہ ہے کی یوتھ فیڈریشن پنجاب

کے زیر اہتمام تعمیر مکرر کے عزم کا بھی اظہار کیا گیا اور اس بارے میں اہم فیصلے کئے گئے۔

منجانب

ناظم اجلاس

عبدالواحد بلغاری

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کا اجلاس

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم یونٹ کا ایک اہم اجلاس آخوند ہاؤس دم سم میں منعقد ہوا جس میں گاؤں کے معززین سرکردگان اور عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جناب ماسٹر عبدالحمید صاحب نے نئی کابینہ سے حلف لیا اس موقع پر جناب عبدالحمید صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے خوشی ہوئی کہ نوجوان طبقہ اب دم سم کا نظم و نسق چلانے کے لئے میدان عمل میں آیا ہے۔ این وائی ایف کا مقصد مذہب کے جذبے سے سرشار ہو کر اس کی خدمت کرنا اور مذہب کے خلاف ہونے والی سازشوں کا مقابلہ کرنا ہے لہٰذا آپس میں منظم اور متفق ہو کر ایسا کیا جا سکتا ہے۔ جلسہ سے جناب مولانا محمد عباس صاحب خطیب جامع مسجد دم سم اور اور آخوند محمد حسین نقوی نے بھی خطاب کیا آخر میں ممتاز علی دم سی نے بحیثیت صدر تمام شرکاء اجلاس کا شکریہ ادا کیا۔ اور این وائی این دم سم یونٹ کی کارکردگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

منتخب عہدیداران

1 ۔ صدر — ممتاز علی دم سی
2 ۔ نائب صدر — یعقوب علی
3 ۔ جنرل سیکرٹری — محمد خان نیازی
4 ۔ ڈپٹی سیکرٹری — غلام رسول
5 ۔ فنانس سیکرٹری — محمد ایوب ہوشیاری
6 ۔ آفس سیکرٹری — عبدالرحمن
7 ۔ ڈپٹی آفس سیکرٹری — غلام عباس ثاقب

پیغام تہنیت

این اے کونسل ضلع گانگچھے سے محمد اقبال (بلامقابلہ) اور آزاد ارکان انجینئر محمد اسماعیل و فدا حسین زیدی کی بھاری اکثریت سے کامیابی پر انجمن فلاح و بہبود گلشن امیر کبیر بلتستان رجسٹرڈ کراچی کے تمام عہدیداران اور ممبران کی جانب سے دلی مبارک باد پیش ہے۔ انجمن کے عہدیداران و ممبران امید رکھتے ہیں کہ نو منتخب ارکان ضلع گانگچھے بلتستان کے مسائل حل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ مذکورہ ارکان کی کامیابی سے علاقے کے عوام میں خوشی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے جس کا اثر کراچی شہر تک محسوس کیا جا رہا ہے۔

غلام حسین سیکرٹری
نشرواشاعت انجمن فلاح وبہبود
گلشن امیر کبیر کراچی

اظہار تعزیت

ادارہ نوائے صوفیہ اسلام آباد ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب کی والدہ کے انتقال پر گہرے رنج و غم اور افسوس کا اظہار کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور وسیع النظر خاتون تھیں۔ انہوں نے والدہ کی حیثیت سے علامہ صاحب کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جس کا ثمر قوم کو علامہ بشیر صاحب جیسے عالم دین، مفکر، ادیب اور درویش صفت شخص کی صورت میں ملا۔ قارئین نوائے صوفیہ کو یہاں یہ بات بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ علامہ صاحب والدہ کی شدید علالت کی خبر سن کر ماہ اکتوبر میں گاؤں گئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے گزشتہ شمارہ میں مجموعہ شریعت محمدیہ اور فقہی مسائل جیسے اہم مضامین شامل نہیں ہو سکے۔

ادارہ

تعزیتی اجلاس

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کورنگی یونٹ کراچی کا ایک اہم اجلاس معروف کرنی ہال عوامی کالونی کورنگی میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت یونٹ کے صدر جناب محمد حسن صاحب نے کی ۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا بعد میں مختلف تنظیمی امور پر تفصیلی گفت وشنید ہوئی۔ اس موقع پر ممتاز عالم دین اور شعلہ بیان مقرر جناب سید زاہد حسین الموسوی کی اچانک رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی ۔۔ شرکاء اجلاس نے مرحوم کی مذہبی و سماجی خدمات کو بہترین الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور ان کی ناگہانی موت کو ملت کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ ان کی موت سے ملت نور بخشیہ ایک عظیم عالم دین اور مقرر سے محروم ہو گئی ہے۔

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے لئے مبارک باد کا پیغام

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کورنگی یونٹ کراچی کے زیر اہتمام ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت یونٹ کے صدر محمد حسن صاحب نے کی اس موقع پر رسالہ نوائے صوفیہ کو ماہنامہ بنانے پر انتہائی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا گیا اور اس فیصلہ کو تاریخی قرار دیا گیا۔ اس موقع پر جنرل سیکرٹری غلام رضا شاہین نے کہا کہ نوائے صوفیہ کی کامیابی دراصل اس کی کامیاب صحافت اور تحقیقی مضامین کا نتیجہ ہے جس کا سہرا جناب ڈاکٹر غازی محمد نعیم ، جی ایچ معروفی اور علامہ محمد بشیر صاحب کے سر ہے جن کی دن رات محنت اور جذبہ خدمت کا نتیجہ ہے کہ آج ماہنامہ نوائے صوفیہ عوام میں مقبول ترین جریدہ بن گیا ہے۔ اس موقع پر شرکاء اجلاس نے پوری ملت نور بخشیہ اور ادارہ ماہنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد کو خراج تحسین پیش کیا اور امید ظاہر کی کہ قوم کو مذہبی شعور دینے کے اس واحد ذریعہ کو جاری و ساری رکھیں گے۔ نوائے صوفیہ کی اتحاد بین المسلمین اور تعصب سے پاک صحافت کا یہی سلسلہ جاری رہا تو جلد ہی یہ ہفت روزہ بن جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ ملت نور بخشیہ کی امنگوں کا آئینہ دار ہے۔ لہذا نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کورنگی یونٹ کراچی کی جانب سے اہل نور بخشیہ سے اپیل ہے کہ وہ ادارہ نوائے صوفیہ کے ساتھ قولی اور مالی معاونت فرمائیں۔

پریس سیکرٹری نور بخشیہ
یوتھ فیڈریشن ، کورنگی یونٹ
کراچی

مرکزی کابینہ
نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

1	صدر	محمد باقر دارا
2	سینئر نائب صدر	فدا حسین نہال
3	نائب صدر	غلام مہدی شاہین
4	جنرل سیکرٹری	محمد باقر جمالی
5	جوائنٹ سیکرٹری	محمد ذکریا
6	رابطہ سیکرٹری	غلام مہدی عزیز
7	ڈپٹی رابطہ سیکرٹری	محمد سلیمان
8	پریس سیکرٹری	سید حامد علی
9	ڈپٹی پریس سیکرٹری	محمد یعقوب
10	فنانس سیکرٹری	مراد علی
11	سوشل سیکرٹری	غلام نبی
12	ناظم اجلاس	غلام حسین سیف اللہ
13	آفس سیکرٹری	عمران علی دانیال
14	لائبریرین	عبدالرحمن
15	ڈپٹی لائبریرین	محمد ابراہیم نفیس
16	چیف سیکورٹی	عبدالرحیم حیدری
17	ڈپٹی سیکورٹی چیف	فدا محمد اسماعیل

انجمن فدائیان اہلبیت
صوفیہ نور بخشیہ کا قیام

ڈسٹرکٹ گانگچھے کے موضع ہوشے میں نوجوانوں کا ایک اجلاس محمد ابراہیم صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں بدلتے ہوئے حالات اور واقعات کے پیش نظر دینی، ملی، سماجی اور فلاحی کاموں کی خاطر ایک منظم جماعت بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ تفصیلی گفت و شنید کے بعد اس انجمن کا نام " انجمن فدائیان اہلبیت صوفیہ نور بخشیہ ہوشے " رکھنے پر اتفاق ہوا۔ اس موقع پر درج ذیل عہدیداروں کو ایک سال کے لئے منتخب کیا گیا۔

1 ۔ صدر — محمد ابراہیم
2 ۔ نائب صدر — عبداللہ جاوید
3 ۔ جنرل سیکرٹری — غلام حسین تبسم
4 ۔ نگران اعلیٰ — سید حسن
5 ۔ فنانس سیکرٹری — ابراہیم خلیل
6 ۔ سیکرٹری نشرواشاعت — ابراہیم زاہد

غلام حسین تبسم
جنرل سیکرٹری انجمن فدائیان
اہلبیت صوفیہ نور بخشیہ ہوشے
بلتستان

تعزیتی پیغام

ماہنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد کے ایڈیٹر اینڈ پبلشر اور ممتاز عالم دین علامہ بشیر کی والدہ کی وفات پر انجمن محمدیہ اسلام آباد کے تمام اراکین نے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور لواحقین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اسلام آباد مسجد میں مرحومہ کے لئے بعد نماز جمعہ خصوصی دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

ادارہ
نوائے صوفیہ اسلام آباد

سید زاہد حسین میرواعظ سینو
کی وفات پر ان کے صاحبزادے کے تاثرات

مرحوم والد ماجد کی وفات سے دل بہت غمگین اور افسردہ ہے۔ ان کی اچانک وفات کا مجھے یقین ہی نہیں آیا کیونکہ صبح آٹھ بجے ناشتہ کر کے پودوں کو پانی دینے گئے تھے۔ اس عمل کے دوران داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرحوم کی وفات سے اہل خانہ اور سینو کے نور بخشی عوام بہت سے مسائل سے دوچار ہو گئے۔ آپ نے سینو کے مین روڈ پر تیار شدہ عمارت جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار بنتی ہے۔ مدرسہ معروفیہ کے لئے وقف کر دی تھی۔ آپ نے سینو کے اہل نور بخشیہ کو احساس کمتری سے نکال کر جینے کا حوصلہ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج سینو کے نور بخشی عوام منظم اور متحد ہیں ان کی دینی خدمات سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

قارئین اور نمائندگان سے خصوصی اپیل

بحمد تعالیٰ نوائے صوفیہ کا حکومت سے باضابطہ ڈیکلریشن کے حصول کے بعد ماہنامہ کی حیثیت سے باقاعدہ اجراء شروع ہو چکا ہے۔ جہاں اخلاقی طور پر کسی رسالے کی ماہوار اشاعت ایک مشکل کام ہے، وہاں بروقت فنڈ کی فراہمی ایک سنگین تر مسئلہ ہے۔ اس لئے تمام مستقل قارئین اور نوائے صوفیہ کے نمائندگان سے خصوصی التماس ہے کہ وہ ماہوار چندے کی رقم اپنی اولین فرصت میں ارسال کریں کیونکہ اس کے بغیر اگلے شمارے کا نکالنا ناممکن ہے۔ جن مستقل خریداروں کا چار شماروں کا چندہ ختم ہو جائے وہ آئندہ آٹھ شماروں کی قیمت مبلغ اسی (-/80) روپے از خود ارسال کریں تاکہ آپ کے ساتھ مجلہ کی ترسیل کا سلسلہ جاری رہے۔

نئے مستقل خریدار کل سالانہ چندہ مبلغ ایک سو بیس روپے ارسال کریں۔

ادارہ

قارئین کے خطوط

غلام حسن شگری

ایڈیٹر کا مراسلہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

1 ۔ میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں مگر پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ رسالہ براہ راست بھیجنے کا شکریہ۔ امید ہے آئندہ بھی میرا نام فہرست میں شامل رکھیں گے۔ چند جواب طلب دینی مسائل بھی ارسال کر رہا ہوں۔ شامل اشاعت کر کے مشکور فرمائیں۔

اخون عبدالصمد پیش امام حسن آباد چھوربٹ

2 ۔ نوائے صوفیہ کا مستقل اور پرانا قاری ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم سے رسالے کا معیار دن بدن بڑھ رہا ہے۔ بیرون ملک اس کی مقبولیت اس کا بین ثبوت ہے۔

میں آپ کے اس رسالے کی وساطت سے ناردرن ایریاز کے نو منتخب کونسلر صاحبان عموماً ضلع گانچھے کے کونسلر صاحبان خصوصاً اور علی الخصوص انجنیئر محمد اسماعیل صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ضلع گانچھے کے کونسلر صاحبان اسی کوشش اور جذبے سے قوم و مذہب کی ترقی کے لئے دن رات محنت کریں گے جس جذبے سے قوم نے انہیں کامیاب کرایا ہے۔

ممتاز حسین سنوی ڈگری کالج سکردو

3 ۔ ماہنامہ نوائے صوفیہ کا دوسرا شمارہ ملا۔ ازحد مسرت ہوئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا کہ ایک دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔ نوائے صوفیہ کو ماہنامہ بنانے پر تمام اراکین انجمن گلشن امیر کبیر کراچی کی جانب سے نوائے صوفیہ کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کریں۔ ہماری دعا ہے کہ رب العزت اس چھوٹی سی شمع کی روشنی کو اتنا پھیلادے کہ اس روشنی سے ساری دنیا جگمگا اٹھے۔ آمین

غلام حسین، سیکرٹری نشرواشاعت
انجمن فلاح و بہبود گلشن امیر کبیر بلتستان

4 ۔ نوائے صوفیہ کی دس کاپیاں ملیں جو کہ لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیں۔ آئندہ کم از کم پندرہ کاپیاں ارسال کیا کریں۔

عرصہ دراز سے ہماری یہی تمنا اور دعا تھی کہ یہ رسالہ ماہنامہ بن جائے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ہماری یہ مراد پوری ہو گئی۔ اس بڑی کامیابی پر میں نوائے صوفیہ کے تمام کارکنوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

محمد خلیل، ڈپٹی جنرل سیکرٹری
نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن یونٹ سینو بلتستان

5 ۔ ماہنامہ نوائے صوفیہ شمارہ نمبر1 پر میری نظر پڑی اور ایک ہی نشست میں پوری کتاب کا مطالعہ کیا۔ اتنی خوشی ہوئی جس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ میرا پہلا خط ہے۔ ساتھ ہی ایک مضمون بھی بھیج رہا ہوں۔ امید ہے اگلے شمارے میں شامل کریں گے۔

ہماری دعا ہے کہ نوائے صوفیہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین

گلزار حسین طالب علم معرفت الطاف کھانے
پنجاب کالونی کراچی

6 ۔ رسالہ نوائے صوفیہ کے ماہنامہ بننے پر سب کارکنوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس سے پہلے میں یہ بازار سے خرید کر اس کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ رسالے کا معیار اب پہلے سے بہت بلند ہو گیا ہے۔ اس میں قرآن تعلیمات۔ حدیث شریف۔ دیگر دینی و فقہی مسائل اور بزرگان دین کے حالات یکجا کر کے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ انہی خوبیوں نے مجھے مستقل خریدار بننے پر مجبور کیا ہے۔ اب یہی گزارش ہے کہ ہر ماہ رسالہ بھیجتے رہیں۔

علی خان مدرس

پرائمری سکول ہوشے ٹبلو گانگچھے

7 ۔ نوائے صوفیہ کو بطور ماہنامہ دیکھنے کا شرف حاصل ہوا جس سے دل باغ باغ ہوگیا۔ نوائے صوفیہ دینی ہم آہنگی کے بعد اتحاد ملت نوربخشیہ کا واحد ذریعہ ہے۔ اس ذریعہ کے فروغ کے لئے آپ کے ادارہ کی مساعی لائق تحسین ہے۔ دین کی ترویج و اشاعت کے لئے آپ کی کاوشوں کو خداوند کریم بارآور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ میری قارئین نوائے صوفیہ سے بھی استدعا ہے کہ اس رسالہ کو ہاتھوں ہاتھ لیں اور دوسرے احباب سے بھی تعاون کی تلقین کریں اور یہی دین دوستی کا ثبوت دیں۔ مجلس ادارت نے مالی خسارے کے باوجود رسالے کی اشاعت جاری رکھ کر پوری ملت نوربخشیہ پر جو عظیم احسان کیا ہے اس کے لئے پوری قوم ان کی احسان مند ہے۔

مستفیض علی دم سی
دم سم گانگچھے بلتستان

8 ۔ نوائے صوفیہ کا تازہ شمارہ نظر سے گزرا۔ جس میں تمام مضامین قابل تعریف تھے۔ یہ رسالہ مذہب حقہ کا واحد رسالہ ہے جو موجودہ اور آئندہ آنے والی نسل کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ رسالہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔ ایک تصویر بھیج رہا ہوں جو کہ میر نور بخش کے آستانہ مبارک واقع ذوغنی کی ہے۔ مہربانی فرما کر اگلے کسی شمارے کے سرورق پر جگہ دیں۔

نور علی حسنی ذوغنوی
جنرل سیکرٹری این وائی ایف
ذوغنی یونٹ کراچی برانچ

9 ۔ رسالہ نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ مہربانی فرما کر ایک سال کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رسالہ جاری فرمادیں۔ نوائے صوفیہ کے تمام کارکنوں کو میری طرف سے سلام وخلوص۔

سپاہی محمد جو 452 موٹنین بیٹری
آرٹلری کیر آف ایف پی او نمبر 5

10 ۔ رسالہ کے ماہنامہ بننے پر میری طرف سے مبارکباد پیش ہے۔ تحفۃ الاحباب کا ترجمہ اور پھر اس کا مقدمہ لکھنے میں مصروف تھا اس لئے کوئی مقالہ وغیرہ نہ بھیج سکا۔ اب ایک مضمون بھیج رہا ہوں اسے شائع کرلیں۔ اس کے بعد زیر ترجمہ تحفۃ الاحباب سے چند اوراق کے عنوان سے مضمون قسط وار بھیجتا رہوں گا۔

محمد رضا اخوندزادہ
ہائی سکول تھگس مشہ بروم پی سی نمبر 16900 بلتستان

11 ۔ میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ جب میں گلاب پور شگر میں زیر تعلیم تھا تو مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی خاطر خواہ انتظام تھا۔ لیکن جب سے اسلام آباد آیا ہوں۔ دینی تعلیم سے محروم تھا۔ اس کمی کو نوائے صوفیہ نے پورا کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ رسالہ مزید ترقی کرے۔ آمین

محمد اسلم طالبعلم شگر گلاب پوری
ایف جی بوائز سیکنڈری سکول نمبر 13 جی ایٹ اسلام آباد

12 ۔ نوائے صوفیہ کا ماہ اکتوبر کا شمارہ موصول ہوا۔ تمام مضامین معیاری تھے اور عنوانات کی تقسیم بھی عمدہ تھی۔ غازی صاحب کا مضمون "حقیقت کائنات" بڑا دلچسپ مگر قدرے لمبا تھا۔ ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ عربی عبارتیں بعض مضامین کا لازمی جزو اور مغز ہوتی ہیں اسے مضمون سے الگ نہ کریں۔ اس سے مضمون کی افادیت اور دلچسپی میں کمی آتی ہے۔ باقی رسالہ روز بروز معیاری ہوتا جارہا ہے۔ صرف حدیث کے اہم موضوع کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر غازی صاحب کے مضمون میں انسان کو معاشرتی حیوان ثابت کیا گیا ہے جو قرآنی تعلیمات کے منافی ہے۔

مولوی عبدالحمید حال ٹبلو

جاری صفحہ نمبر ۱۴ پر

چہرہ نما

(مضمون نگاروں کا تعارف اور پتے)

1 ۔ ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
فاضل عربی
پبلشر ماہنامہ نوائے صوفیہ
مکان نمبر A-358 ، سیکٹر 1-6/1-G ، اسلام آباد

2 ۔ محمد یونس سیٹھی وفا
سابق سربراہ وزارت اطلاعات و نشریات
مکان نمبر G-7/4 ، اسلام آباد

3 ۔ حکیم محمد سعید
سابق گورنر صوبہ سندھ
ہمدرد منزل ، کراچی نمبر 18

4 ۔ غلام حسن شگری
چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ
سیکٹر 1/8-I ، اسلام آباد

5 ۔ غلام حسین معروفی
بانی رکن ادارہ نوائے صوفیہ
مکان نمبر 14/7 ، سیکٹر 1/8-I ، اسلام آباد

6 ۔ ڈاکٹر غلام نبی ناز
ایم بی بی ایس
PAF ہسپتال واہ کینٹ

7 ۔ رستم علی انجم
مدرس ، سلنگ گون
خپلو ضلع گانچھے بلتستان

8 ۔ خواجہ مستان شاہ کابلی
مرید حضرت شاہ ہمدان
زندہ تا سال 1291ھ

9 ۔ لیاقت علی خان
مکان نمبر B-600 ، G-7/3-1 ،
اسلام آباد

10 ۔ مولانا عبدالحمید فاضل عربی
مدرس
مڈل سکول خپلو بالا ضلع گانچھے بلتستان

11 ۔ غلام حسن نوربخشی
بی اے ، فاضل عربی
مدرس ہائی سکول خپلو گانچھے بلتستان

12 ۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم
ایم بی بی ایس ، ایم اے
مکان نمبر B-772 ، نزد کمرشل سنٹر ،
سیٹلائٹ ٹاؤن ، راولپنڈی

13 ۔ محمد عبداللہ گلشن کبیری
تہرانی اینڈ پارٹنرز
گارڈن روڈ کراچی

14 ۔ علی محمد محمدی
منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی
لاہور